ماہنامہ دخترانِ اسلام لاہور
جون 2020ء

اللہ بندے کیلئے آخرت کی بھلائی چاہتا ہے

شیخ الاسلام ڈاکٹر مُحمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

حضور قدوۃ الاولیاء مرید کے احوال سے باخبر رہتے

حضور غوث الاعظم سیدنا شیخ عبد القادر جیلانیؓ کے فیوضات کا چشمہ ہمیشہ کیلئے لاہور کی سرزمین پر جاری ہوگیا

تربیت یافتہ ماں، پرسکون خاندان

ماں کی گود بچے کی پہلی درس گاہ ہے

میں کس کے ہاتھ پہ اپنا لہو تلاش کروں

خواتین میں بیداریٔ شعور و آگہی کیلئے کوشاں

ماہنامہ دخترانِ اسلام لاہور

زیرِ سرپرستی
بیگم رفعت جبین قادری

چیف ایڈیٹر
قرۃ العین فاطمہ

جلد: 27 شمارہ: 5 / ذوالقعدہ ۱۴۴۱ھ / جون 2020ء

ایڈیٹر
اُم حبیبہ

ڈپٹی ایڈیٹر
نازیہ عبدالستار

مجلس مشاورت

نوراللہ صدیقی، ڈاکٹر فوزیہ سلطانہ، ڈاکٹر نبیلہ اسحاق
ڈاکٹر شاہدہ مغل، ڈاکٹر فرخ سہیل، ڈاکٹر سعدیہ نصراللہ
مسز فریدہ سجاد، مسز فرح ناز، مسز حلیمہ سعدیہ
مسز راضیہ نوید، سدرہ کرامت، مسز رافعہ علی
ڈاکٹر زیب النساء سرویا، ڈاکٹر نورین روبی

رائٹرز فورم

آسیہ سیف، ہادیہ خان، جویریہ سحرش
جویریہ وحید، ماریہ عروج، سمیعہ اسلام

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم
گرافکس: عبدالسلام ـــــ فوٹوگرافی: قاضی محمود الاسلام

فہرس

اداریہ

(میں کس کے ہاتھ پہ اپنا لہو تلاش کروں) 4

فکرِ شیخ الاسلام

حقیقت زہد: اللہ بندے کیلئے آخرت کی بھلائی چاہتا ہے	مرتبہ: نازیہ عبدالستار	5
والدین کا عالمی دن اور ہم	راضیہ نوید	10
مولائے کائنات علی المرتضٰی علیہ السلام	ڈاکٹر فرخ سہیل	12
تربیت یافتہ ماں، پرسکون خاندان	زہرہ نور قادری	15
بچوں کی تربیت کا نفسیاتی پہلو	طیبہ کوثر	18
ظالمانہ نظام اور آج کا مزدور	تحریم رفعت	21
حضور قدوۃ الاولیاءؒ مرید کے احوال سے باخبر تھے	جویریہ ابراہیم	24
حضرت ماریہ قبطیہؓ کی سیرت اور آج کی عورت	سعدیہ کریم	27
گلدستہ: دہی کے فوائد۔۔۔ سکن الرجی سے نجات	مرتبہ: ماریہ عروج	29

31 Islamic Teachings and Usage of Drugs
Hadia Saqib

34 CLIMATE CHANGE WITH REFERENCE TO THE QURAN AND HADITH (Noor-ul-Huda)

مجلّہ دخترانِ اسلام میں آنے والے جملہ پرائیویٹ اشتہار خلوص نیت سے شائع کئے جاتے ہیں، ادارہ کی کسی کاروبار میں شراکت ہے اور نہ ہی ادارہ فریقین کے درمیان کسی بھی قسم کے لین دین کا ذمہ دار ہوگا۔

بدل اشتراک: آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید، امریکہ: 15 ڈالر مشرق وسطی، جنوب مشرقی ایشیا، یورپ، افریقہ: 12 ڈالر

ترسیل زر کا پتہ: منی آرڈر/چیک/ڈرافٹ بنام حبیب بنک لمیٹڈ منہاج القرآن برانچ اکاؤنٹ نمبر 01970014583203 ماڈل ٹاؤن لاہور

قیمت فی شمارہ -/35 روپے

سالانہ خریداری -/350 روپے

رابطہ: ماہنامہ دخترانِ اسلام 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور فون نمبرز: 3-042-5169111 فیکس نمبر: 042-35168184

Visit us on: www.minhaj.info E-mail:sisters@minhaj.org

فرمان الٰہی

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۔ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا ۔ جَنّٰتِ عَدْنِ نِالَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ط اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ۔ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ط وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا۔ (المریم، ۱۹: ۵۹ تا ۶۲)

’’پھر ان کے بعد وہ ناخلف جانشین ہوئے جنہوں نے نمازیں ضائع کردیں اور خواہشاتِ (نفسانی) کے پیرو ہوگئے تو عنقریب وہ آخرت کے عذاب (دوزخ کی وادیٔ غی) سے دوچار ہوں گے۔ سوائے اس شخص کے جس نے توبہ کرلی اور ایمان لے آیا اور نیک عمل کرتا رہا تو یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر کچھ بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ ایسے سدا بہار باغات میں (رہیں گے) جن کا (خدائے) رحمٰن نے اپنے بندوں سے غیب میں وعدہ کیا ہے، بے شک اس کا وعدہ پہنچنے ہی والا ہے۔ وہ اس میں کوئی بے ہودہ بات نہیں سنیں گے مگر (ہر طرف سے) سلام (سنائی دے گا)، ان کے لیے ان کا رزق اس میں صبح و شام (میسر) ہوگا‘‘۔

(ترجمہ عرفان القرآن)

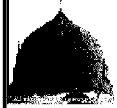

فرمان نبوی ﷺ

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: مَا مِنْ عَبْدٍ بَسَطَ كَفَّيْهِ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثُمَّ يَقُوْلُ: ﴿اللَّهُمَّ إِلٰهِي وَإِلٰهَ إِبْرَاهِيْمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوْبَ، وَإِلٰهَ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَإِسْرَافِيْلَ علیهم السلام أَسْأَلُكَ: أَنْ تَسْتَجِيْبَ دَعْوَتِي فَإِنِّي مُضْطَرٌّ، وَتَعْصِمَنِي فِي دِيْنِي، فَإِنِّي مُبْتَلًى، وَتَنَالَنِي بِرَحْمَتِكَ، فَإِنِّي مُذْنِبٌ، وَتَنْفِيَ عَنِّي الْفَقْرَ، فَإِنِّي مُتَمَسْكِنٌ﴾ إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ ﷻ أَنْ لَا يَرُدَّ يَدَيْهِ خَائِبَتَيْنِ. رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرَ وَابْنُ السُّنِّيِّ وَاللَّفْظُ لَهُ وَالدَّيْلَمِيُّ وَالْهِنْدِيُّ.

’’حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی بھی بندۂ (مومن) ایسا نہیں جو ہر نماز کے بعد اپنی ہتھیلیاں (دعا کے لئے) پھیلاتا ہے پھر یہ کہتا ہے: ’’اے میرے اللہ! اے میرے اور ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کے معبود اور جبرائیل اور میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام کے معبود میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو میری دعا کو قبول فرما کیونکہ میں مجبور ہوں اور تو مجھے میرے دین میں مضبوط رکھ کیونکہ میں آزمائش میں ہوں اور تو مجھے اپنی رحمت سے حصہ وافر عطا فرما کیونکہ میں گنہگار ہوں اور مجھ سے فقر کو دور فرما کیونکہ میں ایک مسکین ہوں۔‘‘ پھر اللہ تعالیٰ اپنے ذمہ کرم پر لے لیتا ہے اور اس کے ہاتھوں کو ناکام واپس نہیں لوٹاتا۔‘‘

(المنہاج السوی، ص ۳۶۰، ۳۶۱)

خواب

خودی میں گم ہے خدائی، تلاش کر غافل!
یہی ہے تیرے لیے اب صلاح کار کی راہ
حدیث دل کسی درویش بے کلیم سے پوچھ
خدا کرے تجھے تیرے مقام سے آگاہ
(کلیاتِ اقبال، بالِ جبریل، ص:۶۱۲)

تعبیر

اسلامی تعلیمات کی درخشندہ روایات و ادبیات اس امر پر ہیں کہ دنیا کی کوئی قوم جمہوریت میں مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کرسکتی جو اپنے مذہب میں بھی جمہوری نقطہ نظر رکھتے ہیں۔
(اجلاس مسلم لیگ، لکھنو، 31 دسمبر 1916ء)

تکمیل

کتاب دوستی حقیقت میں علم کے ساتھ دوستی ہے تاریخ گواہ ہے کہ امت مسلمہ ہمیشہ کتاب اور علم کے ساتھ ہی بلند رہی ہے۔ مسلمان اقوام کا جتنا رشتہ علم اور کتاب کے ساتھ زیادہ مضبوط تھا وہ اسی قدر ہی زیادہ مضبوط تھے، علم اور کتاب دوستی ہی سے مسلمانوں کو عروج ملا۔ اور مسلمانوں کا زوال کتاب اور علم کو چھوڑنے سے آیا ہے لفظ کتاب عنوان قرآن اور پیغام قرآن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کتاب یعنی قرآن مجید میں کسی شک کی کوئی گنجائش موجود نہیں۔ اگر کوئی انسان کتاب الٰہی قرآن سے کوئی علم حاصل کرے گا تو اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہوگی بلکہ یہ علم سراسر یقین ہی ہوگا۔ علم شک کو دور کرکے یقین کو لاتا ہے۔ یقین انسان کے اندر عزم پیدا کرتا ہے جبکہ شک انسان میں ناامیدی کو لاتا ہے۔ یقین انسان کے اندر عزم پیدا کرتا ہے۔ شک اللہ کے ساتھ تعلق کو کمزور کرتا ہے زندگی کو گردوغبار سے آلودہ کرتا ہے جبکہ علم تازگی، ہمت، پختگی، ولولہ اور جذبہ پیدا کرتا ہے۔
(خطاب شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری منہاج القرآن نے کتاب دوستی کے کلچر کو زندہ کیا)

احمق کی دوستی اور اس کی محبت سے دین اور دنیا دونوں کا خون ہوتا ہے

اداریہ

میں کس کے ہاتھ پہ اپنا لہو تلاش کروں

17 جون 2020ء کے دن شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء اور تحریک منہاج القرآن کے لاکھوں کارکنان اپنے پیاروں کی چھٹی برسی منا رہے ہیں، آج سے 6سال قبل 17 جون 2014ء کے دن قاتل شریف برادران کی پروردہ پولیس اور سول افسروں نے ماڈل ٹاؤن میں خون کی ہولی کھیلی اور 14 بے گناہوں کو شہید اور درجنوں شہریوں کو زخمی کر دیا، شہید ہونے والوں میں دو خواتین تنزیلہ امجد اور شازیہ مرتضیٰ بھی شامل تھیں، ان دونوں باپردہ اور عصمت مآب خواتین کو پولیس کے درندہ صفت پولیس افسروں نے وحشیانہ فائرنگ کر کے شہید کیا اور ان ظالموں نے 17 جون 2014ء کے دن سفاکیت اور بربریت کی ایک ایسی گھناؤنی تاریخ رقم کی کہ جس کے ذکر پر عزت دار پرامن شہریوں کے دل دہل کر رہ جاتے ہیں، سانحہ ماڈل ٹاؤن کے منصوبہ ساز شریف برادران کو ڈر تھا کہ اگر ڈاکٹر طاہرالقادری نے جون 2014ء میں پاکستان آ کر حکمرانوں کی کرپشن، لاقانونیت اور ظلم و جبر کے خلاف عوامی تحریک چلائی تو ان کا اقتدار کاغذی کشتی کی طرح الٹ جائے گا، انہوں نے اپنا اقتدار اور لوٹ مار بچانے کے لئے ڈاکٹر طاہرالقادری کی رہائش گاہ اور منہاج القرآن کے مرکزی سیکرٹریٹ پر ہلہ بول دیا اور پولیس کے ظالم افسران اور اہلکار 17 جون کے دن ماڈل ٹاؤن لاہور میں انسانوں کا شکار کھیلتے رہے، نہ کسی بچے کو چھوڑا گیا نہ کسی بوڑھے کو، نہ کسی جوان کو بخشا گیا اور نہ کسی خاتون کا لحاظ کیا گیا، یہ وہ مظلوم شہری ہیں کہ جن کا کوئی قصور بھی نہیں تھا، ماڈل ٹاؤن کا سانحہ ملکی تاریخ کا ایک ایسا سانحہ ہے جس کی کسی دوسرے سانحہ سے کوئی مماثلت نہیں، سانحہ ماڈل ٹاؤن کے ظلم کے دو باب ہیں، ایک ظلم 17 جون 2014ء کے دن کیا گیا اور دوسرا ظلم انصاف نہ دے کر مسلسل چھ سال سے جاری ہے اور ہر دن انصاف کا قتل عام کیا جارہا ہے، 6سال گزر جانے کے بعد بھی شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء انصاف کے لئے در در کی ٹھوکریں کھارہے ہیں اور کوئی ادارہ مظلوموں کے سر پر ہاتھ نہیں رکھ رہا یہاں تک کہ پاکستان کو ریاست مدینہ بنانے کے دعویدار حکمران بھی وعدے کے باوجود مظلوموں کو انصاف دلوانا بھول گئے، سوال یہ ہے کہ 17 جون 2014ء کے دن ماڈل ٹاؤن لاہور میں شہید کر دیئے جانے والے کارکنان کیا پاکستان کے شہری نہیں تھے؟ کیا آئین پاکستان نے ان کے جان و مال کے تحفظ کی گارنٹی نہیں دی تھی؟ کیا انصاف ان مظلوموں کا بنیادی حق نہیں ہے؟ یہ وہ سارے سوال ہیں مظلوم جن کے جواب تلاش کر رہے ہیں، سانحہ ماڈل ٹاؤن کیس کے ساتھ سب سے بڑا ظلم یہ ہوا کہ 6سال گزر جانے کے بعد بھی انصاف ملنا دور کی بات مظلوموں کو غیر جانبدار تفتیش کا حق بھی نہیں ملا، قاتل شریف برادران نے سانحہ ماڈل ٹاؤن کیس پر جو پہلی جے آئی ٹی بنائی تھی اس کی تشکیل کا مقصد انصاف کرنا نہیں بلکہ قاتلوں کو کلین چٹیں دلوانا تھا اور جس مقصد کیلئے وہ پہلی جے آئی ٹی بنائی گئی تھی وہی مقصد پورا ہوا کہ اس جے آئی ٹی نے تمام مرکزی قاتلوں کو کلین چٹیں جاری کر دیں، اس کے بعد قائد تحریک منہاج القرآن ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے غیر جانبدار تفتیش کے حق کے لئے دن رات جدوجہد کی اور پھر سپریم کورٹ کے لارجر بنچ نے دوسری جے آئی ٹی بنانے کا حکم دیا، جے آئی ٹی تو بن گئی مگر اسے کام کرنے سے روک دیا گیا، اس ملک کا امن اور قانون پسند شہری یہ سوال کر رہا ہے کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کی غیر جانبدار تفتیش کیوں نہیں ہونے دی جارہی؟ کن کے بے نقاب ہو جانے کا خوف ہے؟ یہاں اس بات کا ذکر افسوس کے ساتھ کرنا پڑ رہا ہے کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے قتل عام کے خلاف احتجاج کرنے والے 107 کارکنان کے خلاف پولیس نے دہشت گردی کے جھوٹے مقدمات درج کر کے انہیں پانچ سال اور سات سال کے لئے قید و بند کی سزائیں دلوالیں مگر جنہیں قتل کرتے ہوئے میڈیا کے ذریعے پاکستان کے کروڑوں عوام نے دیکھا وہ آج بھی دندناتے پھر رہے ہیں، عمران خان جب تک وزیراعظم نہیں بنے تھے تو وہ کہتے تھے سانحہ ماڈل ٹاؤن کا کیس ایک مہینے کا کیس ہے اس کیس میں زیادہ تفتیش کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ قتل کرنے والوں کو میڈیا کے ذریعے پوری قوم نے دیکھا ہے مگر اقتدار میں آ کر وہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے انصاف کو بھول گئے ہیں۔ انصاف تو عدالت نے کرنا ہے لیکن بطور وزیراعظم وہ یہ تو کر سکتے ہیں کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن میں ملوث پولیس افسروں کو کیس کے حتمی فیصلے تک ان کے عہدوں سے الگ کر دیں؟ بہرحال اللہ کے بعد شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء کی واحد امید شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اور تحریک منہاج القرآن کے لاکھوں کارکنان ہیں جو سانحہ ماڈل ٹاؤن کے انصاف کے لئے شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء کے شانہ بشانہ کھڑے ہیں۔ انصاف سے ملک اور معاشرے معتبر ہوتے ہیں اور جس معاشرے سے انصاف رخصت ہو جاتا ہے وہاں عذاب، آفات اور کورونا وائرس جیسی بلائیں آتی ہیں۔

فکرِ شیخ الاسلام

حقیقتِ زہد: اللہ بندے کیلئے آخرت کی بھلائی چاہتا ہے

آپ ﷺ نے فرمایا میری امت کے لئے دنیا کی زیب و زینت کھول دی جائے گی

خصوصی خطاب: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

مرتبہ: نازیہ عبدالستار

مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ. (آل عمران، ۳: ۱۵۲)

''تم میں سے کوئی دنیا کا خواہشمند تھا اور تم میں سے کوئی آخرت کا طلبگار تھا''۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی دو قسمیں بتائیں کچھ طالبان دنیا ہوئے اور کچھ طالبان آخرت ہوئے۔ پھر ایک قسم اللہ رب العزت نے اور گنوائی اور فرمایا:

وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللهِ.

''اور اللہ کی رضاجوئی کے سوا تمہارا خرچ کرنا مناسب ہی نہیں ہے''۔ (البقرہ، ۲: ۲۷۲)

کچھ ایسے بھی ہیں جو میری دی ہوئی ساری نعمتیں لٹاتے ہیں۔ نہ دنیا کے لیے نہ آخرت بلکہ خالص اللہ کی رضا کے لیے۔ انہی کے لیے ارشاد فرمایا جب وہ اپنا کھانا اٹھا کر دے دیتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے کسی اور عرض کے لیے نہیں کھلایا بلکہ اللہ کی رضا کے لیے کھلایا ہے تاکہ اس کے بدلے اللہ کا چہرہ نصیب ہوجائے اس طرح تین طبقات بن گئے ہیں ایک طالبان دنیا، دوسرا طالبان آخرت اور تیسرا طالبان خدا یعنی اللہ کے مکھڑے کے طالب۔

اللہ نے طلب دنیا کی ہلاکتوں میں پڑے ہوئے لوگوں کو جھنجھوڑا ہے اور فرمایا:

كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ. وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ.

(القیامۃ، ۷۵: ۲۰، ۲۱)

''حقیقت یہ ہے (اے کفّار!) تم جلد ملنے والی (دنیا) کو محبوب رکھتے ہو اور تم آخرت کو چھوڑے ہوئے ہو''۔

تو تم دنیا کی چیزوں کو ترجیح اس لیے دیتے ہوئے کہ یہ تمہارے سامنے نظر آتی ہے اور جلد مل جاتی ہے۔ جلد ملنے والی چیز کے پیچھے پڑتے ہو جو نظر نہیں آتی اور بعد میں آنے والی ہے اس کو نظر انداز کردیتے ہو۔ دنیا اور آخرت میں فرق نہیں کرتے بس جلد نفع ملے۔ اس دنیا میں جھوٹی عزت و نمود مل جائے۔ اس دنیا میں آرام و آسائش مل جائے۔ اس دنیا کے مکانات و محلات مل جائیں۔ اس دنیا کی لذت، حلاوتیں مل جائیں وہ چیزیں جو نفس کو لبھاتی ہیں تمہارے دلوں کو بہلاتی ہیں جبکہ آخرت دنیا سے کہیں بلند و بالا راحتوں و چاہتوں کی جگہ ہے۔ وہ دور ہے، پیچھے ہے تم نے اس کو ٹھکرا دیا ہے اس ذلیل، کمینی، گھٹیا دنیا کو جس میں کوئی خیر نہیں اس کے پجاری بن گئے ہو۔ سورۃ الانفال میں فرمایا:

تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ.

''تم لوگ دنیا کا مال و اَسباب چاہتے ہو، اور اللہ آخرت (کی بھلائی) چاہتا ہے''۔ (الانفال، ۸: ۶۷)

اللہ فرماتا ہے میں تمہارا رب ہوں سوچ میں فرق یہ ہے کہ تم دنیا کا نفع تلاش کرتے ہو میں تمہارے لیے آخرت کا نفع چاہتا ہوں کہ بڑا نفع عطا کروں پھر اللہ تعالیٰ نے دنیا کی کمینگی پر روشنی ڈالی تاکہ طبیعتیں طلب دنیا اور حب دنیا سے بیزار ہوجائیں۔ اس دنیا نے اللہ کا حسین مکھڑا بھلادیا۔ اس دنیا

کے لالچ نے ہمیں مولا سے دور کردیا جس نے ہمیں اپنا مرنا بلایا جس نے قیامت کا دن بھلادیا۔ جس نے میزان کا منظر بھلادیا رب کو بھول جانے والے جب محشر کے روز لائے جائیں گے تم دنیا میں ہمیں بھول گئے آج ہم تمہیں بھول گئے ہیں۔ ہم اس دنیا میں اتنے اندھے ہوئے جارہے ہیں، کھوگئے ہیں فنا ہوگئے ہیں ہلاک ہوگئے کہ دنیا ہمارا قبلہ وکعبہ بن گئی ہے۔ اس دنیا کے مال و زرکو، دنیا کی چاہت کو جڑ سے نکال کر دل دنیا سے موڑ کر رب سے رشتہ جوڑنے کو زہد کہتے ہیں۔ ارشادفرمایا:

اِنَّـمَا هٰـذِهِ الْـحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ز وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ. (غافر، ۴۰: ۳۹)

''یہ دنیا کی زندگی بس (چند روزہ) فائدہ اٹھانے کے سوا کچھ نہیں اور بے شک آخرت ہی ہمیشہ رہنے کا گھر ہے''۔

اے لوگو! دوسودے ہیں۔ دنیا کا سودا متاع ہے۔ چار دن کا کھیل ہے آخرت کا سودا قرار ہے۔ دائمی راحت ہے ہمیشہ رہنے والی شے ہے۔ تم اب دنیاوی سودے کے پیچھے جاتے ہو یا دائمی قربت والے سودے کے پیچھے جاتے ہو۔ آخرت قرار کی جگہ ہے بے قرارو مارے مارے پھرتے ہو کہیں سے قرار مل جائے، کہیں سے سکون مل جائے، کہیں مضطرب روحوں کو اطمینان مل جائے۔ رب کہتا ہے تم جنگل، بیابان میں چشمے تلاش کرتے ہو، یہ دنیا قرار کی جگہ نہیں تمہیں قرار کہاں سے مل جائے۔ یہ دنیا راحت کی جگہ نہیں، تمہیں سکون کہاں سے ملے۔ ارے چین کے طالبو! ''ٹھکڑا دو حرص دنیا کو میری طرف تکو قرار کا چشمہ آخرت ہے، اگر مجھ سے محبت کرو گے تو چین مل جائے گا پھر اس دنیا میں سکون کی نیند آئے گی''۔

آخرت کا قرار اسی دنیا میں سکون کا چشمہ بن جائے گا۔ ہم آخرت سے کٹ گئے اور دنیا سے جڑ گئے ہیں۔ دنیا کا لغت میں معنی ہے گھٹیا۔ جو کمینی چیز کا طالب ہوگا اس کا حال کیا ہے؟ انسان نے عزت کے پیمانے بدل ڈالے، راحت کو سکون کے پیمانے بدل ڈالے اور رب کی بات پر یقین کرنا چھوڑ دیا۔ کفارو مشرکین یہی کہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی باتیں نہ سنو یہ قرآن کی صورت میں تمہیں بتاتا ہے یہ قصے کہانیاں ہیں۔ فرق اتنا رہ گیا ہے وہ زبان سے کہہ دیتے تھے کیونکہ وہ کافر تھے ہم منافق ہیں۔ ہم بھی قصے کہانیاں ہی سمجھتے ہیں پر حق نہیں کہتے۔ اگر ان کو حقیقت سمجھتے ہمارا حال بدل گیا ہوتا۔ ہماری کیفیتیں بدل گئی ہوتیں۔ آقا علیہ السلام نے صحابہ کرامؓ کو فرمایا: ''اگر تم وہ کچھ جان لو جو میں جانتا ہوں اللہ کی عزت کی قسم روتے چیختے کپڑے پھاڑتے جنگلوں میں نکل جاؤ۔ تمہارے چہروں سے مسکراہٹیں چھن جائیں''۔ ہم اس لیے بے پرواہ ہیں کہ ہمیں خبر نہیں کہ مرنے کے بعد ہمارے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔

ہم نے آنکھیں بند کرلیں۔ دنیا نے ہمیں بے ایمان کردیا ہے۔ کتنے لوگ ہیں جو دنیا کی خاطر جھوٹ بولتے ہیں بددیانتی کرتے ہیں، چوری، ڈاکہ زنی، استحصال، ملاوٹ کرتے ہیں۔ اپنی قبر دوزخ کے انگاروں سے بھرتے ہیں۔ اپنی آخرت برباد کرکے صرف چار دن کی دنیا اچھی کرنے کے لیے تو آخرت پر ایمان نہ ہوا اگر ہوتا تو سودا یوں نہ کرتے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِعْلَمُوْٓا اَنَّـمَا الْحَيٰـوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ. (الحدید، ۵۷: ۲۰)

''جان لو کہ دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشا ہے اور ظاہری آرائش ہے اور آپس میں فخر اور خودستائی ہے''۔

دنیا کیا ہے؟ اللہ نے فرمایا دنیا پانچ چیزوں کا نام ہے۔ کھیل ہے حقیقت نہیں۔ دنیا تماشا ہے دنیا میں سجاوٹ و آرائش ہے۔ یہ لوگوں کے دلوں کو لبھاتی ہے اور حقیقت کو چھپاتی ہے۔ ایک دوسرے پر بڑھائی کو ظاہر کرنا ہے۔ میں بڑا ہوں یہ چھوٹا ہے۔ میں اونچا ہوں یہ نیچا ہے، فخر، تکبر اور گھمنڈ ہے۔ مال و دولت اور خاندان کی کثرت ہے۔ میرا خاندان یہ ہے اور میرے پاس اتنا مال ہے اس حسرت کا نام دنیا ہے ایک دوسرے پر گھمنڈ کرنے کا نام دنیا ہے۔ جھوٹی زیب و آرائش کا نام دنیا ہے۔ کھیل تماشے کا نام دنیا ہے۔ ہمارے کعبہ کا نام دنیا ہے۔ ہمارے ایمان کا نام دنیا ہے۔ ہمارے جینے مرنے کا نام دنیا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے سورۃ التکاثر میں فرمایا:

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ. حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ. (التکاثر، ۱۰۲: ۱،۲)

''تمہیں کثرتِ مال کی ہوس اور فخر نے (آخرت سے) غافل کردیا۔ یہاں تک کہ تم قبروں میں جا پہنچے''۔

انسان سمجھتا ہے وقت پڑا ہے چلو توبہ کرلوں گا۔ آخری عمر آئے گی تو سنور جاؤں گا۔ عبادت کرلوں گا اللہ اللہ کرلوں گا۔ اس آخری عمر کے انتظار میں وقت گزارتا ہے۔ اللہ رب العزت نے ہمارے اس انتظار کا جواب دیا فرمایا تمہیں کیا خبر کونسا وقت آئے گا یا نہیں آئے گا؟ تم اس حرص میں رہو گے یہاں تک کہ قبر کی شام آپہنچے گی، بلاوا آجائے گا۔ کون ہے جو یہ کہہ سکے کہ کل کا دن میری زندگی کا یقینی ہے۔ ہمیں تو ایک پل کی خبر نہیں۔ اگر کسی کو پتہ چل جائے اور اسے علم اور یقین ہو جائے۔ میرے پیچھے شیر ہے اور آکر مجھے کھانے کو ہے۔ وہ آدمی آرام کے ساتھ نہیں رہ سکتا ہے۔ اگر اسے یقین ہوجائے کہ میرے موت میرے سر پر آپہنچی تو بندے کا آرام چھن جاتا ہے۔ آخرت پہ اتنا یقین بھی نہ رہا کہ ہمارا چین چھن جاتا۔ بستر پر پہلو رکھتے تو بے تاب ہوجائے اتنا بھی یقین نہ رہا۔ مصطفیٰ ﷺ کی عمر بتاتے بتاتے گزر گئی کہ لوگو قیامت آ گی۔ اللہ رب العزت نے فرمایا دنیا کے لالچ میں کون لوگ مست ہیں۔ فرمایا جو ہماری ملاقات کی خواہش نہیں رکھتے۔ اس لیے دنیا کی زندگی سے راضی ہوگئے ہیں۔

ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں۔ بخاری شریف کی حدیث صحیح ہے۔ ”لوگو مجھے ایک ہی خوف ہے میرے بعد میری امت میں کیا ہوگا۔ میری امت کے لیے دنیا کی زیب و زینت کھول دی جائے گی اس کو دیکھ کر میری امت اس میں غرق ہوجائے گی۔

حضور ﷺ نے فرمایا دنیا بڑی میٹھی ہے بڑی سرسبز ہے آنکھوں کو بھی لبھاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میٹھی اور سرسبز باغات میں تمہیں چھوڑ دیا ہے۔ چھوڑ کر دیکھتا ہے کہ اب کرتے کیا ہیں ان باغات کے پیچھے جاتے ہیں یا آخرت کے باغات کے پیچھے جاتے ہیں۔ میرے غلامو دنیا سے بچنا، دنیا کے حرص و لالچ سے بچنا“۔

سائل بن سعدیؓ روایت کرتے ہیں۔

ایک شخص حضور ﷺ کی بارگاہ میں آیا اس نے کہا آقا مجھے ایک ہی عمل ایسا بتادیں وہ کروں تو خدا کا محبوب ہوجاؤں اور خلق خدا کا بھی محبوب ہوجاؤں۔ فرمایا ”پھر زہد اختیار کر۔ دنیا سے دل کو بے رغبت کرلے تو خدا تجھ سے پیار کرے گا جو کچھ لوگوں کے ہاتھ میں نظر آئے اس سے بھی دل کو بے نیاز کرے۔ لوگ تمہیں اپنا محبوب بنالیں گے“۔ (صحیح مسلم، جلد۴، ص ۲۰۹۸، رقم ۲۷۴۳)

بندہ جس شے سے بے رغبت ہوجائے پھر وہ شے بھی اس کے پیچھے دوڑتی ہے۔ سایہ بھی اس لیے پیچھے چلتا ہے آپ پشت کرکے اسے پیچھے پھینک کر چل پڑتے ہیں۔ اگر سائے کی طرف منہ کرلیں تو سایہ آگے ہوگا۔ بندہ پیچھے ہوگا۔ دنیا سائے کی طرح بندہ کے آگے بھی چلتی ہے پیچھے بھی چلتی ہے۔

حضرت سہل بن سائل سعدی روایت کرتے ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا جن کے پاس مال کی کثرت ہے وہ شاہد گھمنڈ کرتے ہیں کہ اللہ ان سے بڑا راضی ہے۔ یہ جھوٹا تصور ہے قارون بھی یونہی سوچتا تھا۔ جس کو دنیا میں کم ملا ہے وہ یہ تصور کرے کہ اللہ مجھ سے ناراض ہے یہ غلط تصور ہے۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا ساری دنیا کی قیمت اس مکھی کے پر کے برابر بھی ہوتی کافر جو میرے دشمن ہیں اس میں سے ایک رتی نہ دیتا۔ دیکھتے ہی ہو کہ میں نے اپنے دشمنوں کو بے تحاشا دے رکھی ہے۔ اگر قدر کی چیز ہوتی تو اپنے دشمنوں کو یوں نہ دیتا۔ تم کس لیے اس کے پیچھے مارے مارے پھرتے ہو۔

المستدرک میں عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں۔

فرمایا امت کا اوائل دور دو چیزوں سے اچھا ہوا ایک ان میں دنیا سے بے رغبتی تھی ایک ان کو مجھ پر یقین تھا۔ دو چیزیں ان کو اونچا لے گی۔ میری امت کے آخری لوگ ہلاک ہوں گے۔ دو چیزوں سے دنیا کو جوڑ جوڑ کر بخیلی کر کے رکھنے سے اور دنیا کی لمبی امیدیں رکھنے سے۔ فرمایا میرے ساتھ جڑنا چاہتے ہو اور آخرت کا اعلیٰ سودا کرنا چاہتے ہو۔

لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰكُمْ. (الحدید، ۵۷: ۲۳)

”تاکہ تم اس چیز پر غم نہ کرو جو تمہارے ہاتھ سے جاتی رہی اور اس چیز پر نہ اِتراؤ جو اس نے تمہیں عطا کی“۔

تمہارے دل میری محبت میں دنیا سے ایسے بے نیاز ہوجائیں آجائے تو دل خوش نہ ہو اور چلا جائے تو دل غمزدہ نہ ہو۔ دنیا آتی بھی رہے گی جاتی بھی رہے گی ہم نے اسے تمہاری ضرورت اور خدمت کے لیے بنایا ہے۔ جب اس کو برتو جیسا میں نے کہا جب آئے خوش نہ ہو۔ جب جائے تو اس کے جانے پر غم نہ کرو۔ خوشی اور غمی کو میرے ساتھ متعلق کرلو۔

حضرت احمد بن حنبل سے ایک صاحب نے سوال کیا۔
حضرت زہد کیا ہے۔ فرمایا دنیا سے بے رغبت ہونا۔ عرض کیا دل دنیا سے کب لاتعلق ہوجائے۔ حضرت احمد بن حنبل نے فرمایا زہد یوں آتا ہے کہ چند باتیں سن اور دل میں بٹھالے۔ اگر تیرا یقین ہے کہ تیرا رزق مقرر ہے تو پھر حرص کیسا امیرالمومنین سے اور عوام کا شکوہ ہے کہ امیر دیر سے آتا ہے۔ اس لیے کہ ہمارے گھر میں کوئی ملازم نہیں میں آٹا گوندتا ہوں اور بیوی میری سالن بناتی ہے۔ ہم گھر کی صفائی مل بانٹ کر کرلیتے ہیں۔ دوسری شکایت یہ ہے کہ رات کو نہیں ملتا۔ فرمایا دن کو بندوں سے ملتا ہوں رات کو مولا سے ملتا ہوں۔ ایک دن کسی سے نہیں ملتا۔ فرمایا ایک دن سب کے کپڑے ہم میاں بیوی مل کر دھوتے ہیں۔ ایک یہ شکایت ہے کہ کبھی کبھی بے ہوش ہوجاتا ہوں۔ اس لیے بے ہوش ہوجاتا ہوں خبیب انصاری جب مکہ میں تھے میں ابھی مشرک تھا وہ محمد ﷺ کرتا تھا کفار مکہ نے اس کو پکڑ کر پہاڑی کی چوٹی پر لے جاکر اس کے جسم کے تین ٹکڑے کر دیئے تھے ابھی زندہ تھا تھوڑا تھوڑا کاٹ دیتے۔ اذیت دیتے پوچھتے اس طرح اپنے ٹکڑے کرنا اچھا لگتا ہے۔ اگر اس جگہ محمد ﷺ ہوتو پھر اس نے کہا یہ پوچھتے ہو محمد ﷺ کی خاطر میرے بیوی، بچوں سب کے ٹکڑے ہوجائیں پھر بھی محمد ﷺ کو ہوا نہ لگنے دوں۔ جب وہ جواب دیتا تھا وہ اور اس کو ذبح کرتے تھے وہ ذبح ہوتے ہوتے شہید ہوگئے ہیں میں ان کی مدد نہ کرسکا۔ کیونکہ کافر تھا جب وہ منظر یاد آیا ہے تو کانپ کر بیہوش ہوجاتا ہوں۔
کہیں اسی پر میری گرفت نہ ہوجائے اور دوزخ میں پھینک نہ دیا جاؤں۔
امام ابوالقاسم القشیری فرماتے ہیں، جنید بغدادی زہد یہ ہے کہ دنیا جتنی بھی بڑی ہو جتنی بھی کثرت کے ساتھ ہو اس میں جتنی بھی زیب و زینت ہو دنیا کے کسی عہدہ منصب پر جتنی بھی بڑی طاقت ہو نظر میں بالکل چھوٹی اور حقیر نظر آئے۔ اس کا اثر تیرے دل کی تختی پر حقیر نظر آئے تو سمجھ لو کہ مولا نے تجھے زہد عطا کردیا۔
حضرت یحییٰ بن معاذ غازی سے پوچھا کہ حضرت زہد کیا ہے؟ فرمایا اگر بندے کو تین خصلتیں حاصل ہوجائیں۔
۱۔ بندہ جب بولے تو اس کے بولنے میں طمع نہ ہو حق کے لیے ہو۔
۲۔ جب کسی کے ساتھ عمل کرے تو کسی دنیاوی غرض کے پیش نظر نہ کرے فقط اللہ کی رضا کے لیے ہو اس کے پاس کوئی عہدہ اور منصب نہ ہو مگر عزت ہو۔
''بنو امیہ کا دور تھا بادشاہ وقت حج کرنے آیا تو اس کے ساتھ فوج تھی وہ ہر ممکن کوشش کررہی تھی کہ خلیفہ وقت کے لیے صحن کعبہ کو خالی کروانا چاہتے ہیں تاکہ بھیڑ چھٹ جائے تاکہ خلیفہ وقت کو طواف کرنے میں آسانی ہو مگر لوگوں پر لوگ چڑھتے جارہے ہیں کوئی خلیفہ وقت کی پرواہ نہیں کرتا۔ اسی اثناء میں دوران طواف بھیڑ چھٹنے لگی۔ لوگ ادب میں راستہ چھوڑنے لگے خلیفہ وقت کو جلال آگیا۔ میں حکمرانِ وقت میرا کسی نے احترام نہیں کیا اب یہ کسی کی خاطر صحن کعبہ خالی ہورہا ہے۔ اس نے سپاہیوں سے کہا دیکھو ماجرہ کیا ہے؟ ایک نوجوان جس کے چہرے پر پردہ ہے نحیف جسم ہے آنسو گر رہے ہیں کعبہ کے طواف کے لیے چلا آرہا ہے بس اس کی ہیبت دیکھ کر دنیا صحن کعبہ خالی کررہی ہے۔ اس کے جسم پر لرزہ طاری ہوگی دیکھ یہ نوجوان کون ہے۔
کسی نے جاکر پوچھا تو پتا چلا کہ کیا یہ حسین کا بیٹا زین العابدینؓ ہے منصب نہ ہو حکمرانی نہ ہو لیکن بغیر تخت کے لوگوں کے دلوں پر حکمرانی کرے۔ جسے تین چیزیں مل گئی سمجھو اس کو مولا نے زہد کی خیرات دے دی۔
حضرت ذوالنون مصری سے کسی نے پوچھا حضرت میں دنیا کو کب چھوڑوں؟ انہوں نے فرمایا جب تو اپنے نفس کو چھوڑ دے تب تو دنیا کو چھوڑ دے۔ اگر دنیا سے ہٹ کر بھی گرفتار نفس ہے تو دنیا سے الگ ہونے کا کوئی فائدہ نہیں۔ دنیا سے بے رغبتی کی کیفیت اس وقت تک پیدا نہیں ہوتی۔ جب تک دل کی لو اللہ سے نہیں لگتی جب دل کی لو اللہ سے لگ جاتی ہے۔ غیر کی توجہ، دھیان ختم ہوجاتا ہے پھر بندہ کی لو اللہ سے لگ جاتی ہے تو اس کا زہد کامل ہوتا ہے۔
حضرت امام زین العابدینؓ حالت سجدہ میں ہیں ساتھ ہی آگ لگ گئی۔ شور مچا امام اعلیٰ مقام آگ لگ گئی ابن رسول آگ لگ گئی آپ نماز پڑھتے رہے سجدہ میں تھے، سجدہ ہی

کرتے رہے۔ آپ نے نماز مکمل کی اور لوگوں کی ہنگامہ آرائی سے آہستہ آگ بجھاتے بجھاتے آگ بجھ گئی۔ آپ کو نہ آگ لگنے کی خبر ہوئی نہ بجھنے کی۔ لوگوں نے پوچھا امام عالی مقام اتنی آگ لگی اور اتنا شور مچا آپ کو اس آگ سے کس شے نے بے پرواہ کردیا۔ امام زین العابدینؓ فرمانے لگے اس دوسری آگ نے جس کی نگاہ میں وہ آگ ہوتی ہے وہ اس آگ کی پرواہ نہیں کرتا۔

زہد قلب کی کامل بے رغبتی کا نام ہے۔ دل کا کامل رجوع الی اللہ کا نام ہے غیر از خدا دل سے نکال دینے کا نام زہد ہے پھر بندے کا طرز عمل لین دین، معاملہ طرز فکر بدل جاتا ہے۔ حضرت شیخ بلخی سیدنا جعفر بن صادق کی بارگاہ میں آگئے اور پوچھتے ہیں کہ حضور جواں مردی کیا ہے؟ حضرت جعفر بن صادق نے پوچھا پہلے تم بتاؤ کہ جوانمردی کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہمارے ہاں جوانمردی یہ ہے کہ کچھ نہ ملے تو صبر کرتے ہیں کچھ نہ ملے تو شکر ادا کرتے ہیں۔ حضرت جعفر الصادق نے فرمایا شقیق مدینہ کے کتوں کا یہی حال ہے۔ اپنا حال یہ ہے ملے تو بانٹ دیتے ہیں نہ ملے تو شکر کرتے ہیں۔

خواجہ نظام الدین اولیاء روایت کرتے ہیں امیر خسرو نے روایت کیا کہ امام احمد بن حنبلؒ کے باورچی خانے میں آٹا ختم ہوگیا کوشش کے باوجود انہیں آٹا نہ ملا جلدی سے دوڑا اور آپ نے بیٹے کے گھر سے آٹا لے آیا اور روٹیاں بنائیں اور پیش کردی۔ امام احمد بن حنبلؒ کو خبر ہوگئی تھی کہ آٹا ختم ہوگیا۔ پوچھنے لگے آٹا کہاں سے لائے ہو۔ عرض کرنے لگے آپ کے بیٹے کے گھر سے لایا ہوں فرمایا ان روٹیوں کو کپڑے میں باندھ کر دریائے دجلہ میں پھینک دو ہم رات فاقے سے گزاریں گے۔ فرمایا وہاں کھڑے رہنا جتنی مچھلیاں آتیں سونگھ کر واپس چلی جاتیں دجلہ کی کسی مچھلی نے روٹی نہیں کھائی۔ پھر دریا کی لہر آئی ساری روٹیاں اٹھا کر اس نے باہر پھینک دی۔

باورچی واپس آگئے امام احمد بن حنبل نے پوچھا کیا دیکھا اس نے سارا ماجرا سنادیا۔ فرمایا جو روٹیاں مچھلیاں نہیں کھاتی وہ ہمیں کھلانا چاہتے ہو۔ عرض کیا حضور ماجرا کیا ہے فرمایا یہ آٹا میرے بیٹے نے ان پیسوں کا خریدا ہے جب وہ بغداد میں قاضی تھا۔ اس لیے اس کے لیے حلال ہوگا لیکن احمد بن حنبلؒ کے لیے نہیں۔ جب زہد و ورع کی کیفیت یہ ہوتی ہے تو حجابات اٹھتے ہیں اور قربتیں ہوتی ہیں، معرفت نصیب ہوتی ہے۔ مقام محبت اور عشق کی ان منزلوں تک بندے کو لے جایا جاتا ہے جس کی کسی کو خبر نہیں ہوتی۔

حضرت ذوالنون مصری روایت کرتے ہیں کہ میں کوہ لبنان جنگل سے گزر رہا ہے کہ مجھے آواز آئی اور اس آواز میں وہ درد تھا کہ میں تڑپ اٹھا۔ میں آواز کے پیچھے پیچھے ہوگیا۔ غار میں ایک جوان تھا۔ میں نے دیکھا تو وہ آواز دیتا تھا مولا! پاک ہے تو جس نے عقل مندوں کو وادی توکل کا سفر عطا کیا۔ مولا پاک ہے تو تیرے کچھ بندے ایسے ہیں جن کے دلوں میں تم نے عشق کی آگ جلائی ہے کہ وہ تیری عشق کی شدت سے ملاکوت کی سیر کرتے ہیں۔ تیرے تعلق کے واسطہ سے تیرے جبروت کے پردے میں جو پوشیدہ ہے اس کا ملاحظہ کرتے ہیں۔ پاک ہے تو، تیرے عاشق بندے تیری رحمت کے غار میں پناہ گزین رہتے ہیں۔ تیرے ہاتھ سے تیری محبت کے جام لے لے کر پیتے رہتے ہیں۔

فرماتے ہیں کہ اس جوان کو کوہ طور پر دیکھا ہم نے دیکھا نفل پڑھتے تو نفل پڑھنے لگ جاتا۔ ہم علمی مذاکراہ کرتے تو گوشہ میں بیٹھ کر سنتا رہتا۔ مجلس میں کسی نے پوچھا معرفت کیا ہے؟ معرفت پر گفتگو ہوچکی اس جوان کی آنکھیں بھر آئیں۔ اس نے آہ بھری، منہ سے سانس نکالی سامنے جتنا سبزہ تھا، وہ سارا جل گیا اور وہ روتا چلا گیا اس نے کہا معرفت یہ ہے عشق کی آگ جلے تو اس کو معرفت کہتے ہیں۔

یہ زندگی چار روزہ ہے اس دنیا کے بے وقتی کو دیکھو پھر اس شام کو دیکھو جب آنکھ بند ہوگئی تو شام ختم نہیں ہوگی پھر قیامت تک قبر کی شام چلے گی۔ جب قبر میں رکھ دیا جائے گا مرنے والے کی قیامت اسی شام سے شروع ہوجائے گی آخرت میں موت کو ایک مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا اور جنتی اور دوزخیوں کے سامنے ذبح کردیا جائے گا۔ فرمایا جائے گا آج موت ختم کردی گئی۔ اب بلا موت رہتے رہو۔ جبکہ ہم روزہ زندگی کے لیے سب کچھ لٹانے بیٹھے ہیں وہ زندگی جس نے کبھی ختم نہیں ہونا اس کے لیے ہم نے کیا تیاری کی ہے۔ سب سے بڑی تیاری زہد ہے اور زہد سے بڑا مرتبہ اللہ کا عشق ہے۔

☆☆☆☆☆

والدین کا عالمی دن اور ہم

والدین فرشِ دنیا پر اللہ رب العزت کی نعمت عظمیٰ ہیں

والدین سے محبت کا اظہار کسی مخصوص دن کا محتاج نہیں

اللہ کی عبادت اور والدین سے بھلائی جنت کا راستہ ہے

راضیہ نوید

یوں تو ہر دن والدین کا دن ہے اور والدین سے محبت کا اظہار کسی مخصوص دن کا محتاج نہیں ہوتا۔ البتہ عالمی سطح پر ہر سال یکم جون کو یہ دن بڑے اہتمام سے منایا جاتا ہے۔ یوم والدین کا آغاز 1994ء سے ہوا تھا جب امریکی کانگریس نے ایک بل منظور کیا کہ ہمارے ہاں والد اور والدہ کا دن بڑی دھوم دھام سے منایا جاتا ہے لیکن ان دونوں یعنی والدین کا دن اس اہتمام سے نہیں منایا جاتا۔ بعد ازاں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے سال 2012ء میں اس دن کو عالمی اور سرکاری سطح پر منانے کی منظوری دی اس دن کو منانے کا مقصد بچوں کے لیے والدین کی بے لوث محبت اور قربانیوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہے اور اس بات کا اعتراف کرنا مقصود ہے کہ والدین اپنے بچوں کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کرتے۔

بلاشبہ والدین اللہ رب العزت کی عظیم نعمت ہیں۔ بچے کی پیدائش سے لے کر اس کی پرورش، تعلیم و تربیت اور معاشرے میں ایک قابل انسان بنانے تک وہ انتھک جدوجہد کرتے ہیں۔ ہر قدم پر اولاد کی رہنمائی کرتے ہیں، انہیں دنیا کی تلخیوں پریشانیوں اور مصیبتوں سے بچاتے ہیں اپنی زندگیاں اولاد کے آرام و آسائش کے لیے قربان کردیتے ہیں۔ ایک ماں نہ صرف تکلیفیں اور صعوبتیں برداشت کرکے اولاد کے دنیا میں آنے کا وسیلہ بنتی ہے بلکہ ان کی پرورش میں اہم کردار ادا کرتی ہے، وہیں ایک باپ معاشرے میں انہیں اعلیٰ مقام دلانے کے لیے شب و روز محنت کی چکی میں پستا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے نہ صرف والدین کی قدر و قیمت کا احساس کرنے کا حکم فرمایا بلکہ دل و جان سے ان کی خدمت کرنے اور احساس کرنے کی تلقین فرمائی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاعْبُدُوا اللهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا. (النساء، ۴: ۳۶)

’’اور تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو‘‘۔

قرآن پاک میں والدین کے حقوق کے حوالے سے ایک توجہ طلب نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر مقام پر لفظ ’’احسان‘‘ کی جامع اصطلاح استعمال فرمائی ہے جس کے معنی کمال درجے کا حسن سلوک کے ہیں یعنی احسان یہ ہے کہ نیکی کا جواب صرف نیکی سے نہ دیا جائے بلکہ اس سے بڑھ کر بھلائی کی جائے یہاں تک کہ اگر والدین کی طرف سے زیادتی ہوبھی جائے تب بھی احسان کا رویہ اختیار کیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ط اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا. وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا. (الاسراء، ۱۷: ۲۳، ۲۴)

’’اور آپ کے رب نے حکم فرما دیا ہے کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کیا کرو، اگر تمہارے سامنے دونوں میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں ’’اف‘‘ بھی نہ کہنا اور انہیں جھڑکنا بھی نہیں اور ان دونوں کے ساتھ بڑے ادب سے بات کیا کرو۔ اور ان دونوں کے لیے نرم دلی سے عجزوانکساری کے بازو جھکائے رکھو اور (اللہ کے حضور) عرض کرتے رہو: اے میرے رب! ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے بچپن میں مجھے (رحمت وشفقت سے) پالا تھا‘‘۔

والدین کے حقوق کی ادائیگی، ان سے محبت و شفقت اور ان کی خدمت اس قدر اہم امور ہیں کہ نہ صرف قرآن مجید میں جابجا اس کی طرف توجہ مبذول کروائی گئی ہے بلکہ احادیث رسولﷺ بھی اس کی اہمیت کو مزید اجاگر کرتی ہیں۔

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرمﷺ نے فرمایا:

’’جس شخص میں تین خصلتیں ہوں گی، اللہ اس کی موت آسان کردے گا اور اسے اپنی جنت میں داخل کردے گا۔ کمزور پر نرمی، ماں باپ سے شفقت اور غلام سے اچھا سلوک‘‘۔ (ترمذی، السنن،۴: ۶۵۶، رقم ۲۴۹۴)

والدین کے ساتھ حسن سلوک جناب رسالت مآبﷺ کو اتنا محبوب تھا کہ نماز کی ادائیگی کے بعد اس عمل کو اللہ رب العزت کا محبوب ترین عمل قرار دیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے۔

میں نے حضور نبی اکرمﷺ سے دریافت کیا کہ کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے؟ فرمایا کہ نماز اپنے وقت پر پڑھنا۔ عرض کی کہ پھر کون سا؟ فرمایا کہ پھر والدین کے ساتھ نیکی کرنا، عرض گزار ہوئے کہ پھر کون سا؟ فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (بخاری، الصحیح، ۱: ۱۹۷، رقم ۵۰۴)

والدین کے اپنی اولاد پر احسانات اتنے زیادہ ہیں کہ ان کی زندگی میں تو اولاد کو حسنِ سلوک کا رویہ اپنانے کی تلقین کی گئی ہے، ان کے دنیا سے رخصت ہوجانے کے بعد نیک اعمال کی صورت میں حسنِ سلوک جاری رکھنے کی تعلیم دی گئی۔

حضرت سعد بن عبادہؓ سے رسول اللہﷺ سے پوچھا اور عرض کیا کہ میری والدہ محترمہ کا انتقال ہوگیا ہے اور ان کے ذمہ ایک منت کا پورا ہونا باقی ہے۔ ارشاد فرمایا: تم اس کی طرف سے منت پوری کرو۔ (بخاری، الصحیح، ۳: ۱۰۱۵، رقم ۲۶۱۰)

اسی طرح مختلف موقعوں پر صحابہ کرامؓ نے اپنے فوت شدہ والدین کے حوالے سے رسول اللہﷺ سے سوالات پوچھے اور آپﷺ نے والدین کی طرف سے نیک اعمال کرنے کا حکم دیا۔

حضورﷺ نے والدین کے حقوق کی ادائیگی نہ کرنے اور ان سے بدسلوکی کو گناہ کبیرہ قرار دیا۔

حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ حضورﷺ سے کبیرہ گناہوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپﷺ نے فرمایا:

’’اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، کسی جان کو قتل کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا‘‘۔ (بخاری، الصحیح، ۵: ۲۲۳۰، رقم ۵۶۳۳)

دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اولاد اپنے والدین کے حقوق کی ادائیگی سے لاپرواہ ہوتی جارہی ہے۔ وہ والدین جو بچپن میں اولاد کے لیے محبت و شفقت کا پیکر ہوتے ہیں جب اولاد جوان ہوتی ہے تو ان سے بات کرنے کے لیے ترس جاتے ہیں۔ ہمارے معاشرے میں جہاں بہت سی اچھی اقدار اور روایات زوال پذیر ہیں وہیں خدمت والدین بھی ہے۔ لہٰذا درج بالا آیات اور احادیث کی روشنی میں ہمیں اپنے کردار کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ ہم کس قدر والدین کے حقوق ادا کرنے میں کامیاب ہیں؟ سال میں صرف ایک دن والدین سے منسوب کردینے سے حق ادا نہیں ہوتا بلکہ ہر لمحہ خود احتسابی کی ضرورت ہے تاکہ دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہوں اور ہم اس کی بارگاہ سے اجرِ عظیم کے حقدار ٹھہر سکیں۔

والدین کا دل جیت لو کامیاب ہوجاؤ گے
ورنہ ساری دنیا جیت کر بھی ناکام ہوجاؤ گے

☆☆☆☆☆

انا مدینۃ العلم و علی بابھا

مولائے کائنات علی المرتضیٰ علیہ السلام

کسی کو حق سے زیادہ سراہنا چاپلوسی اور کمی کرنا حسد ہے

"امیدوں کو کم کرنا نعمتوں پر شکر ادا کرنا زہد و ورع ہے"

ڈاکٹر فرخ سہیل

علی ابن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کا نام حیدر پسند کیا تھا۔ جس کے معنی ہیں شیر جبکہ آپ کے والد محترم جناب ابو طالب علیہ السلام نے آپ کا نام علی رکھا اور آپ اسی نام سے مشہور ہوئے۔ حضرت علیؓ اپنے والدین کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔ حضرت جعفرؓ، عقیلؓ اور طالبؓ آپ سے بڑے تھے۔ ایک روایت ہے کہ ایک مرتبہ قریش کو قحط کی مصیبت نے آگھیرا تو رسول کریم ﷺ نے اپنے دونوں چچاؤں حضرت حمزہؓ اور حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ وہ اس مشکل وقت میں اپنے چچا جناب ابو طالب کا بوجھ اٹھائیں کیونکہ وہ کثیر العیال ہیں۔ جس پر جناب ابو طالب نے عقیل کو اپنے پاس رکھا اور طالب حضرت عباسؓ کے حصے میں آئے اور حضرت حمزہؓ نے جعفر کو لے لیا۔ علی کو حضرت نبی کریم ﷺ کا ساتھ نصیب ہوا چونکہ جناب ابو طالب کو رسول کریم ﷺ سے از حد محبت تھی۔ لہذا رسول کریم ﷺ نے بھی اس محبت کا بھرپور جواب اس طرح سے ادا کیا کہ علی مرتضیٰؓ کی تربیت میں کوئی کسر نہ چھوڑی کہ آپ کی بقایا زندگی میں بھی اس تربیت کا اثر باقی رہا جس کا یہ نتیجہ نکلا کہ آپ نے بچپن ہی میں ترقی کے وہ مدارج طے کئے کہ اپنے ہم عمروں کی فہم و فراست کے مقابلے میں آپ بہت آگے نکل گئے اور جب حضرت نبی محترم ﷺ نے دعوت نبوت کا آغاز فرمایا تو یہ نوعمر بچہ جو بمشکل چھ یا سات برس کی عمر میں تھا اس نے اپنے آقا کی آواز پر لبیک کہا۔

دوسری طرف اگر حضرت علیؓ کی صفات بابرکات کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی جسمانی قوت، عوارض و آفات سے بھی زیادہ سخت تھی۔ بعض اوقات آپ ایک شہسوار کو صرف اپنے ایک ہاتھ سے اٹھا کر زمین پر پٹخ دیتے تھے۔ آپ اس قدر شجاع تھے کہ میدان جنگ میں آپ کے مدمقابل آنے سے بڑے بڑے بہادر گھبراتے تھے۔ جب غزوہ خندق میں عمرو ابن عبدود لوہے کی زرہ پہنے مسلمانوں کو للکارتا ہوا آگے بڑھا تو حضرت علیؓ نے نبی کریم ﷺ سے اذن مقابلہ طلب فرمایا۔ اجازت پانے پر علی مرتضیٰؓ مقابلے کے لیے میدان میں اترے۔ عمرو نے آپ کو کمزور خیال کرتے ہوئے آپ سے مقابلہ کرنے کو ناپسند کیا اور پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ آپ نے جواباً فرمایا کہ میں علیؓ ہوں تو اس نے کہا ابن عبد مناف میں تمہارا خون بہانا پسند نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا لیکن میں تمہارا خون بہانا پسند کرتا ہوں۔ تو عمرو غضبناک ہوکر آپ پر ٹوٹ پڑا۔ لوگوں کے بقول اس کی تلوار ایسے چلتی تھی جیسے آگ کا شعلہ ہو لیکن حضرت علیؓ نے اس پر ایسا وار کیا کہ وہ گر پڑا۔ علی مرتضیٰؓ کی بلند آواز میدان کارزار میں نعرہ تکبیر سے گونج اٹھی۔

بے نظیر شجاعت اور بے حد قوت کے باوجود آپ نے کبھی کسی آدمی سے جنگ کرنے میں پہل نہیں کی حالانکہ اس بارے میں آپ کو آزادی حاصل تھی۔ آپ نے اپنے بیٹے حضرت حسنؓ کو فرمایا کہ اے بیٹا دعوت مبارزت نہ دینا اگر مجھے دعوت مبارزت دی گئی تو میں اسے قبول کروں گا۔ بلاشبہ مبارزت کی دعوت دینے والا ظالم ہے اور ظالم قتل ہوتا ہے۔

اور جب خوارج نے آپ کا ساتھ چھوڑ کر آپ کے خلاف بغاوت کا ارادہ کیا تو آپ سے کہا گیا کہ آپ ان کی سبقت کرنے سے پہلے ان پر حملہ کردیں تو آپ نے فرمایا:

''جب تک وہ مجھ سے جنگ نہ کریں میں ان سے جنگ نہیں کروں گا اور وہ عنقریب جنگ کریں گے''۔

آپ نے اپنی فوج کو جنگ میں پہل کرنے سے منع فرمایا۔ آپ جب تک صلح کے لیے ہاتھ نہ بڑھا لیتے کبھی تلوار کی طرف ہاتھ نہ بڑھاتے جس طرح سے آپ کی شجاعت نے دشمنوں کو حیران و پریشان رکھا اسی طرح آپ میدان علم و وراء میں بھی سب سے آگے تھے۔ نبی محترم کا یہ فرمان مبارکہ کہ

انا مدینة العلم وعلی بابھا اسی صفت کی طرف بڑا واضح اشارہ ہے آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ

''مجھے کھو دینے سے پہلے مجھ سے پوچھ لو اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ تم اپنے اور قیامت کے درمیان جو بات بھی مجھ سے پوچھو گے اور اس گروہ کے متعلق جو ایک سو آدمیوں کو ہدایت دیتا ہے اور ایک سو آدمیوں کو گمراہ کرتا ہے جو بات بھی پوچھو گے میں تم کو اس آواز دینے والے اس کی راہنمائی کرنے والے اور اس کے ہانکنے والے اور اس کے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ اور اس کے کجاووں کے اترنے کی جگہ کے متعلق بتاؤں گا''۔

رات دن کی لڑائیوں اور چپقلشوں کے باوجود آپ نشر و اشاعت علم و معارف کے کسی موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ کبھی تلواروں کی جھنکار اور خون کی بارش میں علم و حکمت کے موتی برساتے تو کبھی ذہنی الجھاؤ اور افکار کے ہجوم میں رشد و ہدایت کے فرائض انجام دیتے۔ فصاحت و بلاغت آپ کے رگ و پے میں اس حد تک سرایت کرچکی تھی کہ انتشار و پراگندگی ماحول کے باوجود علم و حقائق کو فروغ دینے کے ساتھ ساتھ علم و ادب کی نشوونما میں بھی بھرپور حصہ لیا۔ نہ صرف عربی نثر کو حدِ کمال تک پہنچایا بلکہ فلسفیانہ فکرونظر کو ادبی لطافتوں میں سمو کر ایک نئی طرز تحریر کی بنیاد ڈالی کہ اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ آپ کے خطبات کا مجموعہ نہج البلاغہ ادبی و فنی ارتقاء کے نقطہ کمال پر پہنچا ہوا ہے۔ آپ کے خطبات و نگارشات میں مابعد الطبیعاتی و نفسیاتی مسائل کے علاوہ اخلاقی، تمدنی، معاشرتی اصول اور عدل و داد رسی کے علاوہ حرب و ضرب کے ضوابط بھی علمی و فنی اسلوب بلاغت کی لازوال یادگار ہیں۔

نہج البلاغہ کے اردو تراجم آپ کے کمال فن کی ترجمانی بالکل اس طرح کرتے ہیں جس طرح کہ کسی شے کو آئینہ میں دیکھنا کیونکہ آئینہ اس اصل شے کی وضاحت میں قاصر ہوتا ہے مگر اردو فہم قارئین کے لیے آپ کے خطبات اور اقوال لازوال کی چند مثالیں پیش خدمت ہیں:

☆ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ یکتا لاشریک ہے وہ اول ہے۔ اس طرح کہ اس کے پہلے کوئی چیز نہیں اور وہ آخر ہے یوں کہ اس کی کوئی انتہا نہیں۔ اس کی صفت سے وہم و گمان باخبر نہیں ہوسکتے۔

☆ اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور موت سے پہلے اپنے اعمال کا ذخیرہ فراہم کرلو اور دنیا کی فانی چیزیں دے کر باقی رہنے والی چیزیں خرید لو۔ چلنے کا سامان کرو کیونکہ تمہیں تیزی سے لے جایا جارہا ہے اور موت کے لیے آمادہ ہوجاؤ کہ وہ تمہارے سروں پر منڈلا رہی ہے۔

☆ مومن نے اپنی عقل کو زندہ رکھا اور اپنے نفس کو مار ڈالا یہاں تک کہ اس کا ڈیل ڈول لاغر اور تن و توش ہلکا ہوگیا۔ اس کے لیے بھرپور درخشندگیوں والا نور ہدایت چمکا اور اسے سیدھی راہ پر لے چلا، مختلف دروازے اسے دھکیلتے ہوئے سلامتی کے دروازے اور دائمی

قرار گاہ تک لے گئے اور اس کے پاؤں بدن کے ٹکاؤ کے ساتھ امن و راحت کے مقام پر جم گئے چونکہ اس نے اپنے دل کو عمل میں لگائے رکھا تھا اور اپنے پروردگار کو راضی وخوشنود کیا تھا۔

☆ میں اس دارِ دنیا کی حالت کیا بیان کروں کہ جس کی ابتداء رنج اور انتہا فنا ہے۔ جس کے حلال میں حساب اور حرام میں سزا و عقاب ہے۔ یہاں کوئی غنی ہو تو فتنوں سے واسطہ اور فقیر ہو تو حزن و ملال سے سابقہ رہے گا جو دنیا کے لیے سعی و کوشش میں لگا رہتا ہے اس کی دنیوی آرزوئیں بڑھتی ہی جائیں گی اور جو کوششوں سے ہاتھ اٹھا لیتا ہے دنیا خود ہی اس سے سازگار ہو جاتی ہے۔ جو شخص دنیا کو عبرتوں کا آئینہ سمجھ کر دیکھتا ہے تو وہ اس کی آنکھوں کو روشن و بینا کر دیتی ہے اور جو صرف دنیا ہی پر نظر رکھتا ہے تو وہ اسے نابینا بنا دیتی ہے۔

☆ اے لوگو! امیدوں کو کم کرنا، نعمتوں پر شکر ادا کرنا اور حرام چیزوں سے دامن بچانا ہی زہد و ورع ہے اگر دامن امید سمیٹنا تمہارے لیے مشکل ہو جائے تو اتنا ہو کہ حرام تمہارے صبر و شکیب پر غالب نہ آجائے اور نعمتوں کے وقت شکر کو نہ بھول جاؤ۔ خداوند عالم نے روشن اور کھلی ہوئی دلیلوں سے اور حجت تمام کرنے والی واضح کتابوں کے ذریعے سے تمہارے لیے حیل و حجت کا موقع نہیں رہنے دیا۔

i۔ وہ عمر کہ جس کے بعد اللہ تعالیٰ آدمی کے عذر قبول نہیں کرتا ساٹھ برس کی ہے۔

ii۔ سچا عذر پیش کرنے سے یہ زیادہ دقیع ہے کہ عذر کی ضرورت ہی نہ پڑے۔

iii۔ گناہ تک رسائی کا نہ ہونا بھی پاکدامنی کی ایک صورت ہے۔

iv۔ کسی کو اس کے حق سے زیادہ سراہنا چاپلوسی ہے اور حق میں کمی کرنا کوتاہ بیانی ہے یا حسد۔

v۔ سب سے بھاری گناہ وہ ہے کہ جس کا ارتکاب کرنے والا اسے سُبک سمجھے۔

☆☆☆☆☆

ہدیہ منقبت بہ نذرانہ شاہ نجف مولا علی مرتضیٰؓ

(از: ڈاکٹر فرخ سہیل)

نجف کا راستہ ہے اور میں ہوں
کہ دل برداشتہ ہے اور میں ہوں
ہے دل میں آرزوؤں کا سمندر
طلب بے ساختہ ہے اور میں ہوں
دعا لفظوں کے پیچ و خم میں غلطاں
حواسِ باختہ ہے اور میں ہوں
مقدر آگیا لے کے کہاں پہ
فلک کا راستہ ہے اور میں ہوں
پکارا جس کو سب نے ہر قدم پہ
اُسی کا واسطہ ہے اور میں ہوں

☆☆☆☆☆

وبا ہی کیسی

از: ڈاکٹر فرخ سہیل

پورے عالم پہ جو اک مرگ بپا ہے کیسی
چھاگئی ہے جو حواسوں پہ وبا ہے کیسی
ایک بستی سے جو نکلی تو سوئے عرش گئی
کس کی فریاد تھی یہ آہ و بکا ہے کیسی
ثبت تھی چشم و لب و گوش پہ اک مُہر سکوت
ابنِ آدم تیری مٹی میں خطا ہے کیسی
جن کی آہٹ سے گلستان میں چلی بادِ سموم
ڈھیر ہوتے ہوئے پتلوں کی سپاہ ہے کیسی
ہیں کہاں عیسیٰ نفس، مہدیِ موعود کہاں
کوئی بتلائے ہمیں ان کی شفا ہے کیسی
کس طرح تجھ کو منائیں میرے معبود الہٰ
تو ہی بتلا تیری قدرت جو خفا ہے ایسی
بخش اب سب کی خطائیں میرے رحمان و رحیم
کتنے خاموش لبوں پہ ہی دعا ہے ایسی

☆☆☆☆☆

تربیت یافتہ ماں، پرسکون خاندان

ماں کی گود بچے کی پہلی درس گاہ ہے

ماں اگر سنتِ مطہرہ کی روشنی میں اولاد کی تربیت کرے تو معاشرہ جنت نظیر بن سکتا ہے

ماں دنیا میں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت، محبت اور رحمت کا پرتو ہے

زہرہ نور قادری

عربی کا ایک مشہور مقولہ ہے

اَلاُمّ مَدرَسَۃٌ اِن اَعدَدتّھَا ، اَعدَدتّ شعبًا طِیبَ الاَعرَاق

ماں کی گود ایک درسگاہ (اور تربیت گاہ) ہے۔ اگر تو نے اس کو سنوار دیا تو ایک پاکیزہ اور مہذب قوم وجود میں آ گئی۔

ماں ایک ایسا شیریں اور دلکش لفظ ہے جس کی مٹھاس محسوس کرتے ہی انسان میں جینے کی لہر پیدا ہو جاتی ہے۔ ماں دنیا میں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت، محبت اور رحمت کی ایک بے مثال جھلک ہے۔ ربِ ذوالجلال جس طرح اپنے بندوں سے محبت کرتے ہوئے ان کے لیے جینے کے اسباب و سامان مہیا کرتے ہیں، اسی طرح ماں بھی اپنی اولاد کے لیے، اپنے آپ کو مشقت میں ڈال کر راحت پہنچانے کی تدبیریں کرتی ہے۔

اسلام نے عورت کو ماں کے روپ میں اتنا بڑا مقام و مرتبہ عطا کیا ہے کہ تاریخ عالم کے کسی مذہب، معاشرے اور تہذیب میں اس کی مثال تو کجا تصور بھی محال ہے بلکہ دنیا کی قدیم نسوانی تاریخ تو ایک بھیانک داستان ہے۔ مرد نے اس آغوش کو مجروح کیا جس میں اس نے پرورش پائی، اس سینے کو زخمی کیا جس سے اس کا رشتہ حیات وابستہ تھا۔ ذرا تاریخ نسواں کا مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ہے کی عورت کتنی مجبور، مظلوم اور مقہور رہی ہے۔ یورپ میں ایک عرصہ تک یہ سوال زیرِ بحث رہا کہ عورت انسان بھی ہے، یونان عورت کو شر اور شیطان کی بیٹی کہتے، یہودی اسے لعنت کا مستحق اور عیسائی باغِ انسانیت کا شجرِ ممنوعہ سمجھتے تھے۔ اہلِ عرب، عہدِ جاہلیت میں عورتوں سے جو سلوک روا رکھتے، اسے پڑھ کر انسان کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ بیٹیوں کو اپنے لیے باعثِ عار سمجھتے ہوئے زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔ مولانا الطاف حسین حالی، اپنی مشہور مسدس مدوجزر اسلام میں عرب کی عورت کے ساتھ اس ظالمانہ رسم کا ذکر کرتے ہوئے یوں کہتے ہیں

جو ہوتی تھی پیدا کسی گھر میں دختر
تو خوفِ شماتت سے بے رحم مادر
پھرے دیکھتی جبکہ شوہر کے تیور
کہیں زندہ گاڑ آتی تھے اس کو جا کر

> جن خاندانوں اور گھروں میں بہو کی عزت دیکھیں تو سمجھ لیں کہ ماں کی سلیقہ شعاری ہے۔ جب ماں اپنے بیٹے کے لیے کسی کی بیٹی کو بیاہ کر گھر لاتی ہے تو اسے وہی مقام اور عزت دینی چاہیے جو وہ اپنی سگی بیٹی کے لیے اس کے سسرال میں دیکھنا چاہتی ہے

وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی
جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی

حضرت سیدنا آمنہ کے لختِ جگر محسنِ انسانیت ﷺ نے عورت کو ذلت و پستی سے اٹھا کر عزت و عظمت اور شرف و منزلت کے بامِ عروج تک پہنچایا۔ اسے مردوں کی شریکِ حیات اور باعثِ سکینت و مودت قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

دنیا سرسبز و شاداب ہے اور اس میں سب سے بہترین متاع نیک عورت ہے۔

ماں ایک ایسا شیریں اور دلکش لفظ ہے جس کی مٹھاس محسوس کرتے ہی انسان میں جینے کی لہر پیدا ہو جاتی ہے۔ ماں دنیا میں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت، محبت اور رحمت کی ایک بے مثال جھلک ہے

اسلام نے طبقہ خواتین کو جتنے وسیع حقوق اور اعلیٰ مراتب عطا فرمائے ہیں دنیا کے کسی قدیم و جدید معاشرہ و تہذیب میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کی حثییت سے حسبِ مراتب حقوق عطا فرمائے، راقمہ کیونکہ ماں کے کردار کو واضح کرنا چاہتی ہے تو سرکارِ دو عالم ﷺ کے اس فرمان پر غور کریں۔ قرآن و حدیث میں جا بجا اعمالِ صالحہ کے بدلے جنت کے جن راحتوں کا ذکر ہوتا ہے ان میں ایک ارشادِ نبوی ﷺ ہے **الجنۃُ تحت اقدام الامھات**، جس کے ذریعے جنت کو ماں کے قدموں تلے قرار دیا گیا۔ ماں کی خدمت کو جہاد جیسے فریضے پر ترجیح دی اور ماں کی نا فرمانی کو گناہِ کبیرہ قرار دیا۔

ماں کو جب اتنا بڑا مقام عطا کیا تو معاشرہ کی تعلیم و تربیت کے لیے بھی اسے ذمہ دار ٹھہرایا۔ ماں کو بھی اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا چاہیے کیونکہ ماں کی گود ہر بچے کی پہلی تربیت گاہ اور درس گاہ ہوتی ہے جہاں سے وہ اخلاق، عادات اور اطوار سیکھتا ہے۔ آج ہندوانہ رسم و رواج، فحش لٹریچر، میڈیا اور انٹرنیٹ کا غلط اور بیجا استعمال معصوم ذہنوں کو مسموم اور اسلام سے دور کر رہا ہے۔

اگر ماں سنتِ مطہرہ کی روشنی میں اولاد کی تربیت کرے تو معاشرہ خوبصورت بن جائے گا۔ ایک اچھے معاشرے اور پرسکون خاندان کی تشکیل کے لیے ماں کا کردار بہترین اہمیت کا حامل ہے۔ آئے روز اخبارات میں میاں بیوی کے جھگڑے کے نتیجے میں کہیں نہر میں چھلانگ لگا کر، کبھی پنکھے سے لٹک کر اور کہیں گولی کھا کر خودکشی کے واقعات پڑھنے کو ملتے ہیں۔ یہ دل دہلا دینے والی باتیں آخر کیوں ہیں۔

بہت سے واقعات کے پس منظر میں ماں کی غیر مناسب تربیت کا عنصر دکھائی دیتا ہے۔ ان چیزوں کا تدارک ماں اس طریقے سے کر سکتی ہے۔

ماں اگر اپنی بیٹی کی اچھی تربیت کرے گی تو وہ نہ صرف اپنے گھر میں روشنی بکھیرے گی بلکہ جب وہ رخصت ہو کر نئے گھر جائے گی تو اچھی بیوی اور اچھی بہو بن کر سسرال والوں کا دل جیت لے گی

ماں اگر اپنے بیٹے کی اچھی تربیت کرے گی اسے کتاب و سنت کی روشنی میں عورتوں کے حقوق کا احساس دلائے گی تو کل وہ خاوند کے طور پر اپنی بیوی اور سسرال کے ساتھ حسنِ سلوک کا مظاہرہ کرے گا۔ اپنی بیوی کے ماں باپ کو بھی اپنے ماں باپ کی طرح احترام دے گا۔ اپنے گھر اور اس کے مسائل خوش اسلوبی سے حل کرے گی تو اس سے گھر امن و محبت کا گہوارہ بن جائے گا۔

ماں کو چاہیے کہ بیٹے کو سکھائے کہ جس طرح شریعت نے تمہارے لیے میرے حقوق رکھے ہیں اسی طرح تمہاری بیوی کے بھی حقوق ہیں جو تم نے ہی ادا کرنے ہیں اس لیے تم اعتدال سے کام لو۔ شادی کے بعد یہ اعتدال رکھنا بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ ماں اور بیوی دونوں کو ان کے مقام پر

رکھتے ہوئے، اس طرح بہن اور بیوی کو اپنے مقام پر رکھتے ہوئے ہر فرد کو اپنے فرائض نبھانے چاہیے۔

اے مسلمان عورت! تو ہماری شام (برے حالات) سے صبح (اچھے حالات) پیدا کر

جن خاندانوں اور گھروں میں بہو کی عزت دیکھیں تو سمجھ لیں کہ ماں کی سلیقہ شعاری ہے۔ جب ماں اپنے بیٹے کے لیے کسی کی بیٹی کو بیاہ کر گھر لاتی ہے تو اسے وہی مقام اور عزت دینی چاہیے جو وہ اپنی سگی بیٹی کے لیے اس کے سسرال میں دیکھنا چاہتی ہے۔ اگر ہر گھر میں بہو کو بیٹی کا رتبہ دیا جائے تو ہمارا معاشرہ بہت سے مسائل سے بچ جائے۔

اگر کہا جائے کہ معاشرے کا حسن ہی ماں میں ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ کیونکہ زمین پر سب سے پہلا زمینی رشتہ ماں کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اللہ پاک نے حضرت حوا علیھا السلام کو حضرت آدم علیہ السلام کی زوج بناتے ہوئے زمین پر اتارا تو آپ زمین پر ماں بنی۔ آپ سے نسلِ انسانی کا آغاز و ارتقاء ہوا۔ اس کے بعد دیگر نسوانی رشتے بہن، بیوی، بھابی، چچی، تائی، خالہ، پھوپھو، دیورانی، جیٹھانی، دادی، نانی، ساس ، بہو وغیرہ وجود میں آتے گئے۔ یہ سب رشتے اگر ماں کے رشتے کے تقدس کا خیال رکھیں تو معاشرہ جنت نظیر بن جاتا ہے۔ مگر جب یہ ماں کے روپ سے کسی اور رشتے میں داخل ہوتے ہیں تو خاندانوں میں ہلچل مچ جاتی ہے۔ ماں کو چاہیے کہ وہ اپنی ذات میں ایک نمونہ بن جائے جسے دیکھتے ہوئے اس کی اولاد صراطِ مستقیم اختیار کرے اور اپنی زندگی کو قرآن و سنت کے اصولوں کے مطابق گزارے۔ تربیت یافتہ ماں کی گود سے معاشرے کو پر سکون اور خوشگوار بنانے والے افراد جنم لیتے ہیں۔ اگر ماں سیدۃ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہو تو بیٹی سیدۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتی ہے۔ ماں اگر سیدۃ کائنات ہو تو بیٹا شہیدِ کربلا بنتا ہے۔ ماں اگر ام الخیر ہو تو بیٹا غوثِ اعظم بنتا ہے۔ ماں اگر راستی ہے تو بیٹا سلطان العارفین بنتا ہے۔

حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبال اپنی کتاب ارمغانِ حجاز میں دخترانِ ملت کے نام سے ملتِ اسلامیہ کی بیٹیوں کو جو پیغام دیتے ہیں اس سے ماں کا تربیتی کردار واضح ہوتا ہے۔

اگر پندے ز درویشے پذیری
ہزار امت بمیرد، تو نہ میری
بتولے باش و پنہاں شو ازیں عصر
کہ در آغوشِ شبیرے بگیری

اے مسلمان عورت! تو مجھ درویش سے ایک نصیحت پکڑ۔ ہزار مائیں مر سکتی ہیں لیکن تو مر کر بھی نہیں مرے گی اگر تو محمد مصطفیٰ ﷺ کی بیٹی فاطمہؓ کی طرح بن جائے جو بتول کہلاتی تھیں۔ کیونکہ وہ دنیاوی علائق سے پاک تھیں۔ اور اس زمانے میں اپنی نمائش کی بجائے اس سے چھپ جا، تا کہ تیری گود میں بھی فاطمہؓ کے لعل حسینؑ جیسے بیٹے پیدا ہوں۔

زشام ما بروں آور سحر را
بہ قرآن باز خواں اہل نظر را
تو میدانی کہ سوزِ قرآت تو
دگر گوں کرد تقدیر عمر را

معاشرے کا حسن ہی ماں میں ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ کیونکہ زمین پر سب سے پہلا زمینی رشتہ ماں کی صورت میں ظاہر ہوا

اے مسلمان عورت! تو ہماری شام (برے حالات) سے صبح (اچھے حالات) پیدا کر۔ اس طرح کہ خود بھی قرآن پڑھ اور اہلِ نظر کو دوبارہ قرآن کی طرف بلا۔ تو اس واقعہ کو جانتی ہے کہ ایک عورت سے قرآن سن کر عمر کی تقدیر بدل گئی۔ ☆☆☆☆☆

بچوں کی تربیت کا نفسیاتی پہلو

گھر اور تعلیمی اداروں میں بچوں کو عملی تربیت دینی چاہیے

تعلیم و تربیت کا مقصد اچھا روزگار حاصل کرنا نہیں اچھا انسان بننا ہے

دوستیاں اور باہمی تعلقات بچوں کی شخصیت پر اثر انداز ہوتے ہیں

طیبہ کوثر

بچوں کی معاشرتی زندگی کا آغاز گھر سے ہوتا ہے اس کے اثرات ان کی زندگی پر ہمیشہ قائم رہتے ہیں۔ بچوں کو معاشرتی رہنمائی فراہم کرنے کی ذمہ داری والدین کے ساتھ اساتذہ کرام پر بھی عائد ہوتی ہے تاکہ وہ جسمانی اور ذہنی نشوونما کے ساتھ ساتھ معاشرتی پختگی بھی حاصل کر سکے اس ضمن میں والدین اور اساتذہ کو اپنی ذمہ داری پوری دیانتداری کے ساتھ ادا کرنی چاہئے۔ درج ذیل امور بچے کی معاشرتی زندگی بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

ا۔ والدین کا اخلاق:

بچہ کیونکہ والدین کے زیر سایہ اپنی عمر کی مختلف منازل طے کرتا ہے۔ والدین سے سیکھ کر دوسروں کے ساتھ تعلقات استوار کرتا ہے اور آداب زندگی کے طریقوں سے آگاہی حاصل کرتا ہے۔ والدین کا اچھا اخلاق بچے کو معاشرتی طور پر بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔گھر کے کچھ معاملات ایسے ہوتے ہیں جس کا بچے سے براہ راست تعلق ہوتا ہے اگر والدین بچے کی رائے کو اہمیت دیں اور بچے کی اس معاملات پر رائے طلب کریں تو بچہ فیصلہ کرنے اور انہیں تسلیم کرنے کے قابل ہوجاتے ہیں۔

۲۔ جذبات کا احترام:

اگر والدین گھر کا ماحول ایسا بنائیں کہ جس سے تمام افراد ایک دوسرے کا خیال رکھیں اور احساسات کا احترام کریں اس سے محبت اور پیار کی فضاء جنم لیتی ہے اور بچہ بڑوں کے تجربات سے سیکھتا ہے مثلاً گھر میں کسی تقریب یا تہوار پر جو انتظامات کیے جاتے ہیں اس میں بچے کو کوئی ذمہ داری دیں اس بچے میں خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے۔ بڑوں کا ہاتھ بٹا کر خوشی محسوس کرتا ہے۔

۳۔محنت و مشقت کا عادی بنانا:

موجودہ دور میں کامیابی و ترقی تربیت یافتہ افراد پر منحصر ہے۔ افراد معاشرہ انجینئر ہوں یا مزدور ان کا محنت و مشقت کے اصولوں سے روشناس ہونا لازمی ہے۔ یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب گھریلو سطح پر اور تعلیمی ادارہ جات میں بچوں کو محنت اور دستی کام کی عملی تربیت دی جائے مگر ہمارے ہاں یہ ایک المیہ ہے کہ متمول گھرانوں میں ملازمین کی بہتات ہوتی ہے۔ جس سے بچے اپنا کام کرنے میں ہتک محسوس کرتے ہیں۔ یہی بچے جب معاشرے میں عملی زندگی میں قدم رکھتے ہیں تو انہیں ماحول کے مطابق ڈھلنے میں دقت محسوس ہوتی ہے۔محنت و مشقت کا عادی نہ ہونے کی وجہ سے وہ مایوسی و محرومی کا شکار ہوتے ہیں۔

اگر بچوں کو صرف درسی کتب تک محدود کر دیا جائے تو بچے معاش کمانے کے قابل تو ہوجائیں گے مگر ان کی زندگی میں وہ اوصاف کبھی اجاگر نہیں ہوسکیں گے جو متوازن زندگی

کے لیے ضروری ہیں۔ اس سے بچے معاشی میدان میں مات کھاتے ہیں لہذا والدین کو بھی بچوں کو ذاتی کام خود کرنے کی ترغیب دینی چاہئے۔ سکولوں اور کالجوں اور تعلیمی اداروں میں اساتذہ کو ہفتہ وار جسمانی سرگرمی کا اہتمام کرنا چاہئے جس میں تعلیم کے ساتھ ساتھ جسمانی محنت بھی درکار ہو۔ اس طرح کی غیر نصابی سرگرمیوں سے بچے میں دوسروں سے تعاون کرنے کی عملی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔

۴۔ متوازن غذا اور کھیل:

متوازن غذا کی طرح کھیل بھی جسمانی اور ذہنی طور پر بچے کو چوکس رکھتی ہے۔ بچوں کی دن بھر کی مصروفیت ان کی ذہنی اور جسمانی تھکان کا باعث بنتی ہیں جبکہ کھیل ذہنی تناؤ کو دور کرکے انہیں متحرک رکھنے کا باعث بنتی ہے۔ کھیل سے بچے نظم و ضبط، قوت برداشت چوکنا رہنے کی مہارت حاصل کرتے ہیں۔ بہت سی مہلک بیماریوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ بچے کی صحت کا دارو مدار محض جسمانی توانائی اور ظاہری نشوونما پر نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ متوازن غذا، مناسب نیند، آلودگی سے پاک فضا اور طہارت پاکیزگی کا ہونا بھی ضروری ہے جس سے بچے خوشگوار زندگی بسر کرسکتے ہیں۔ صحت اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا تحفہ ہے اگر بچے تندرست ہوں گے تو ہی وہ دین و دنیا اچھی طرح بسر کرسکیں گے لیکن اکثر بچے اس کی قدر نہیں کرتے۔ حدیث مبارکہ ہے حضرت عباسؓ سے روایت ہے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ ان کی قدر نہیں کرتے۔ وہ صحت اور فراغت ہے۔

درج بالا حدیث کو مدنظر رکھتے ہوئے صحت کی قدر کرنی چاہئے کیونکہ صحت سے ہی عبادت کا مزہ آتا ہے۔ صحت ہوگی تو تعلیم حاصل کرکے مفید شہری بنا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ فراغت کے لمحات کو ذکر وفکر مطالعہ اور دوسروں کی بھلائی کے لیے استعمال کرکے کار آمد بنانا چاہئے تاکہ روز آخرت سوال ہو کہ صحت و زندگی کو کس کاموں پر صرف کیا تو اس کے جواب میں آخرت میں مزید اجر بنانے کی امید ہو۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ہر وہ چیز جس میں اللہ کا ذکر نہ ہو وہ لغو ہے یا غفلت کا باعث ہے سوائے چار کاموں کے: آدمی کا دو نشانوں کے درمیان چلنا، گھڑ سواری کی تربیت، اہل خانہ کے ساتھ کھیلنا اور تیراکی سیکھنا۔

۵۔ بچے کی انفرادی حیثیت:

بچے کو احساس دلائیں کہ گھر میں اس کا خاص مقام ہے اس لیے اسے آپ کہہ کر پکاریں بلکہ گھر کا ماحول اس طرح تشکیل دیں کہ بچہ خود اپنا مقام محسوس کرے، بچے کی ذہنی نشوونما کے لئے والدین کی خصوصی توجہ اور اپنائیت بہت ضروری ہے جو بچے کو ذہنی اطمینان فراہم کرتی ہے اس لیے والدین کو بچے کے لیے خصوصی وقت متعین کرنا چاہئے اس کے مسائل کو حل کرنا چاہئے بچے کو چھوٹے چھوٹے کام دینے چاہئیں جنہیں وہ آسانی سے مکمل کرسکے۔ ان امور کی انجام دہی پر والدین بچے کی حوصلہ افزائی کریں اس سے بچے میں مسرت اور خوشی کی لہر بیدار ہوتی ہے۔

بچے کے تعلقات اور دوستی:

دوستیاں اور تعلقات بھی بچے کی شخصیت پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ سکول اور اعزا و اقارب میں ایسے بچوں کے ساتھ دوستی ہونی چاہئے جو بچے کی تعمیر شخصیت میں اہم کردار ادا کریں اس کے علاوہ والدین کو بھی بچوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھنا چاہئے۔ بچے کی تعمیر شخصیت میں تاریخ اسلام کے سبق آموز واقعات بھی اثر ڈالتے ہیں اس کے علاوہ نئی نسل کو بہادری، جفاکشی اور محنت کشی کی تربیت کے لیے ٹی وی پروگرام بھی دکھائے جاسکتے ہیں۔

۶۔ احترام انسانیت:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ انسان ہونے کے ناطے انسان کو دوسرے انسان کا قدر شناس ہونا چاہئے۔ احترام انسانیت کے بارے میں حدیث مبارکہ

ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اسے ظالم کے حوالے کرے۔ (بخاری الصحیح)

اسلامی نقطہ نظر سے بچے کو سیکھنا چاہئے کہ کسی کی عیب جوئی کرنا، مذاق اڑانا گناہ ہے اسلام اس کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔

۷۔ نیکی کی اشاعت:

اس وقت امت مسلمہ کے زوال کی بڑی وجہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے روگردانی ہے۔ نیکی کا فروغ اور بدی کا سد باب اسلامی نصب العین کا حصہ رہا ہے۔ بچے کے ذہن میں اسلامی تعلیمات راسخ کرنا چاہئے تاکہ وہ بڑا ہوکر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دینے والا ہو۔ حق و سچ کا ساتھ دینے والا ہو تاکہ معاشرہ سے اخلاقی برائیوں کا قلع قمع ہو سکے۔ غیبت، چغلی جیسی برائیوں کی بھی بیخ کنی ہونی چاہئے۔

بچوں کا باہمی اختلاط سے گریز:

بچپن میں بچوں کے باہمی اختلاط کو نظر انداز کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ ٹین ایجز میں قیادت محسوس نہیں کرتے لہٰذا والدین کے لیے ضروری ہے کہ جب بچے بلوغت کی عمر کے قریب پہنچیں تو ان کے باہمی اختلاط، تنہائی میں میل جول اور مخلوط کھیلوں کو حکمت سے کنٹرول کریں۔ بچوں کو بتائیں کہ Cousins سے بھی ہاتھ ملانا جائز نہیں ہے۔ صرف زبانی سلام کیا جائے، شادی، بیاہ اور اس طرح کی دیگر تقریبات میں مرد و خواتین کے لیے الگ الگ اہتمام کریں اس کے علاوہ بچوں کو اختلاط کے مفاسد و خطرات سے بھی آگاہ کریں تاکہ وہ ان سے بچنے کا اہتمام کریں۔

مسائل پر قابو پانا:

بچوں کو چاہئے سکھائیں کہ صرف کامیابی پر یقین رکھیں۔ کسی بھی مسئلہ کو اپنے اوپر حاوی نہ ہونے دیں اور یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ کسی بھی غیر متوقع یا ناخوش گوار صورتحال کا سامنا دو طرح کے خیالات پیدا کرتا ہے: مثبت اور منفی۔ منفی خیالات خوف، گھبراہٹ اور اس طرح کے دیگر جذبات کو جنم دیتے ہیں۔ جبکہ مثبت خیالات سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کی پیداوار ہیں۔ ایسی صورت حال میں اپنی سوچنے سمجھنے کی صلاحیتوں کو پوری طرح بیدار رکھنے کی کوشش کریں تاکہ منفی خیالات جگہ نہ لے سکیں۔

احساس کمتری سے بچنا:

بچوں کو بتائیں کہ وہ خود کو کم تر نہ سمجھیں۔ کیونکہ احساس کمتری ہی دراصل صلاحیتوں کو ناکارہ بنانے کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ بچے کو یہ باور کرائیں کہ اس میں بہت سی خوبیاں ایسی ہیں جو دوسرے لوگوں میں نہیں۔ یہی اعتماد ہر قسم کے حالات کا سامنا کرنا سکھاتا ہے۔

بچوں کی تربیت کریں کہ وہ اپنے والدین یا بڑے بہن بھائیوں سے اس طرح کا مضبوط تعلق قائم کریں کہ اگر کوئی ایمرجنسی یا پریشانی لاحق ہو تو اپنی ذات کے خول سے باہر نکل کر ان سے کھل کر بات کرسکیں۔ یہ رویہ انہیں نہ صرف گھبراہٹ سے دور کرے گا بلکہ ان سے ایک مضبوط رابطہ بھی بحال ہوجائے گا۔

ذہن کو بیدار رکھنا:

ذہنی بیداری اور حاضر دماغی حالات کے مطابق درست فیصلہ کرنے کی قوت فراہم کرتی ہے۔ کسی بھی غیر متوقع صورتحال میں یہی خوبیاں بچوں کی تعمیر شخصیت کا اچھا تاثر قائم کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔

مضبوط قوتِ ارادی:

قوت ارادی بچوں میں ہر قسم کے حالات سے نپٹنا اور ان پر قابو پانا سکھاتی ہے۔ یہ قوت اپنی صلاحیتوں کے ادراک سے پیدا ہوتی ہے اور گھبراہٹ، خوف اور ایسے ہی دیگر عوامل کو بے اثر بنادیتی ہے۔

جبکہ پرامیدی قدرت کی طرف سے عطا کیا گیا وہ تحفہ ہے جو بچوں کو ہر حال میں جینے اور ہر قسم کے حالات کا سامنا کرنا سکھاتا ہے۔ پرامیدی بچوں کو یقین کی دول سے مزین کرتی ہے۔ اپنی ذات پر اعتماد و یقین ہی کامیابی کی ضمانت ہے۔☆☆☆

تو قادر و عادل ہے مگر تیرے جہاں میں..... ہیں تلخ بہت بندہ مزدور کے اوقات

ظالمانہ نظام اور آج کا مزدور

ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے محنت کشوں اور مزدوروں کیلئے آواز بلند کی

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مزدور کو اس کی مزدوری پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کر دو

تحریم رفعت

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عن عبد اللہ بن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه و سلم: أَعْطُوا الْأَجِيرَ أَجْرَهُ قَبْلَ أَنْ يَجِفَّ عَرَقُه. رواه ابن ماجه (2/175)

حضرت عبداللہ بن عمر راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا مزدور کو اس کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے دے دو۔

یعنی جب مزدور اپنا کام پورا کر چکے تو اس کی مزدوری فورًا دے دو اس میں تاخیر نہ کرو، اس کا حق خدمت معاہدے کے مطابق وقت پر ادا کر دیا جائے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی بڑی معروف و مشہور حدیث مبارکہ ہے جو کم و بیش ہر شخص چاہے وہ مزدور ہو یا مالک سب کو یاد ہے۔

ایک اور حدیث مبارکہ ہے:

عن الحسين بن علي رضى الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه و سلم " :للسائل حق وإن جاء على فرس. (رواه أحمد وأبو داود)

حضرت حسین بن علیؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے سائل کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ وہ بہرصورت دیئے جانے کا مستحق ہے اگرچہ گھوڑے پر آئے۔

مزدوروں کے حقوق کے حوالے سے اس حدیث مبارکہ کے علاوہ ایک حدیث قدسی بھی بڑی معروف ہے۔ جس میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے کہ میں قیامت کے دن تین لوگ کا مدّعی بنوں گا۔ ان میں سے ایک وہ مزدور ہوگا جس نے اپنا کام تو پورا کیا لیکن اسے اس کی اجرت نہیں دی گئی۔

آج کے نظام کو دیکھتے ہوئے یہ بات درست طور پر کہی جا سکتی ہے کہ یہ دو طبقات کی جنگ ہے، بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ ظالم اور مظلوم کی جنگ ہے تو بے جا نہ ہوگا، اس جنگ میں ایک فریق آجر ہے، جسے ہم آج کے معاشی نظام کی نسبت سے ظالم قرار دے سکتے ہیں کیونکہ ظالم وہی ہوتا جو کسی کا حق مارے، آج کا آجر کیا کر رہا ہے؟ یہ ایک سوالیہ نشان مزدور طبقہ بلکہ قوم و ملت کا درد رکھنے والے ہر ذی شعور کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

اس ظالمانہ نظام میں صنعتی مزدور ہوں یا زرعی، رجسٹرڈ ہوں یا غیر رجسٹرڈ، انہیں روزگار مل جائے تو اجرت نہیں ملتی، اگر بحیثیت قوم دیکھا جائے تو معاشرے میں یہ روش عام پائی جاتی ہے کہ اپنی من پسند تعیّشات پر تو بے دریغ خرچ کیا جا رہا ہے مگر حقدار اور محنت مزدوری کرنے والے کو چار پیسے زیادہ دینا تو درکنار اس کی حقیقی اجرت کی ادائیگی کے وقت چند سو روپوں پر بھی بحث اور رنگ برنگ کے جملے کسے جاتے ہیں۔ یہی مزدور ہر روز منڈی اور لوگوں کے گھروں میں کام کرتے ہیں، کھیتوں میں کام کرنے والے مرد اور خواتین وہ مزدور ہیں جنھیں بنیادی حقوق اور سوشل سیکیورٹی کی سہولت میسر نہیں، ان

کی اجرت بھی طے نہیں ہوتی، آئین پاکستان کے مطابق تمام حقوق سے محروم رہنے والے ان مزدور افراد کے لئے قائد تحریک منہاج القرآن شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اپنی تعلیمی خدمات کو فروغ دیتے ہوئے مزدوروں کے بنیادی حقوق پر چاہتے ہیں کہ ملک کا ہر مزدور بنیادی حقوق سے محروم نہ رہے۔ انہوں نے 23 دسمبر2012ء کو مینار پاکستان پر اس ظالمانہ نظام کے خلاف آئینی و جمہوری جدوجہد کا آغاز کیا۔ انتخابی اصلاحات کا ایجنڈا پیش کیا۔ آئین کو اس کی حقیقی روح کے ساتھ اس کی پاسداری کی بات کرنے کا لائحہ عمل پیش کیا۔ اور آج بھی تحریک منہاج القرآن ملک بھر میں ہر سطح پر اس کے لئے عملی کوشش اور جدوجہد میں مصروف عمل ہیں۔

اسلام نے جہاں معاشرے کے دوسرے افراد کے حقوق و فرائض کا تعین کیا ہے وہیں مزدور اور مالک کے حقوق و فرائض کو بھی واضح طور پر بیان کیا گیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ ہر ایک کو پابند کر دیا گیا ہے کہ وہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں ذرا برابر کوتاہی نہ کریں۔ اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کیا جائے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ شریعت نے صدیوں پہلے ظلم و بربریت کی چکی میں پسے ہوئے مزدوروں کو انکا جائز حق دیا اور مالکان کو پابند کیا کہ مزدوروں کو کم تر نہ سمجھیں، جب کسی مزدور سے کام لیا جائے تو اسکا حق فوراً دے دیا جائے۔

اس ظالمانہ نظام میں اوّل تو مزدوروں کو ان کی اجرت دی ہی نہیں جاتی اگر دی بھی جائے تو اتنی کم دی جاتی ہے کہ مزدوروں کو دوبارہ پسینہ آجاتا ہے۔ آج کے زمانے میں مزدوروں کو اتنی اجرت دی جاتی ہے کہ ان سے دو وقت کی روٹی کا بندوبست کرنا مشکل ہوتا ہے۔ جب مزدوروں کو ان کی محنت کا صحیح اور بروقت معاوضہ نہیں ملتا تو پھر وہ ہڑتال کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور مالک ان سے بدلہ لینے کے لئے کارخانوں کو تالے لگا دیتے ہیں۔ جس سے ایک طرف بے قصور صارفین کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور دوسری طرف معیشت کو ناقابل تلافی نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی درج بالا حدیث مبارکہ مزدوروں کو معاشی تحفظ فراہم کرتی ہیں اور مالکان کو تنبیہ کرتی ہیں کہ وہ مزدوروں کے استحصال سے رک جائیں وگرنہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی عدالت میں ان پر مقدمہ قائم کیا جائے گا اور اس مقدمہ میں اللہ تعالیٰ خود ہی مزدوروں کا مدّعی ہوگا۔

رسول اکرم ﷺ کی ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے کہ تمہارے خادم، ملازمین، مزدور اور غلام تمہارے بھائی ہیں۔ لہٰذا جیسا تم خود کھاؤ جیسا تم خود پہنو اپنے مزدور بھائی کو ویسا ہی پہناؤ ویسا ہی کھلاؤ اور اپنے مزدور کو ایسا کوئی کام کرنے کو مت کہو جو تم خود نہیں کرتے اگر ایسا کوئی کام کروانے کی ضرورت ہو تو خود بھی اس کا ساتھ دو۔

(صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب المعانی من امور الجاہلیۃ)

اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

اللہ ہر ایک کے گناہ کو بخش سکتا ہے لیکن دین میں بدعت ایجاد کرنے ،مزدور کی مزدوری نہ دینے اور کسی آزاد شخص کو غلام بنا کر بیچنے والے کے گناہ کو کبھی معاف نہیں کرتا۔(عیون الاخبار رضا)

آج ہم دیکھتے ہیں کہ مزدوروں کو بہ مشکل دال روٹی دی جاتی ہے جبکہ مالک کے ایک وقت کے کھانے کا بل مزدور کی پوری تنخواہ کے برابر ہوتا ہے۔ مزدور سال میں بہ مشکل ایک دفعہ نئے کپڑے سلوا پاتا ہے اور بہت سے ایسے ہیں جنہیں سالوں نئے کپڑے نصیب نہیں ہوتے۔ اس کے برعکس سرمایہ دار روز نئے کپڑے زیب تن کرتا ہے۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ معاشرے میں جو سلوک آج کے مزدور کے ساتھ کیا جاتا ہے وہ قید خانوں میں قیدیوں کے ساتھ بھی نہیں ہوتا۔

ملک کے ہر ضلع میں لیبر ڈپارٹمنٹ موجود ہیں۔ مزدوروں کی رجسٹریشن، ان کی تنخواہوں، اجرت اور ان کے لئے حفاظتی آلات کی فراہمی یقینی بنانا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ لیکن یہ کرپٹ نظام مزدوروں کے ساتھ ہونے والے ظلم کے لئے جائز قانونی مراعات کی فراہمی یقینی بنانے کیلئے کوئی کام نہیں کر رہا۔ جیسا کہ اوپر بھی میں نے عرض کیا ہے کہ مزدور کے لئے ریاست مدینہ کا اصل پیغام یہ ہی ہے کہ اسے پسینہ

خشک ہونے سے پہلے اجرت ملے گی، بلکہ یہ آقا کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ حکم ہے۔

افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ آج کا نظام دعویدار تو ہے لیکن عمل کے میدان میں صفر ہے۔ مزدور کے لئے اس کے اوقات کار کے لئے جنگ لڑی گئی اور شکاگو کے مزدور اس جنگ میں اپنی جانوں کی بازی ہار گئے کہ وہ یہ مطالبہ کیوں کر رہے ہیں۔ ہمارے ملک میں کسی بھی ادارے میں مزدور کے لئے طے شدہ اوقات کی پابندی نہیں کی جاتی خواتین مزدور بھی نہیں بخشی جاتیں، نجی اداروں اور غیر رسمی اداروں میں بارہ بارہ سولہ سولہ گھنٹے تک ڈیوٹی لی جاتی ہے۔ مزدور طبقے کو بے روح اور بے جان رکھنے والے کل کو اللہ کے سامنے کیا جواب دیں گے؟ سوچ رکھیں کیونکہ وہاں کوئی سورس، کوئی این جی او مدد کو نہیں آئے گی وہاں اپنے اعمال ہی کام آئیں گے۔ ایسے معاشرے میں غریب مزدور کو عزتِ نفس سے تو محروم کر ہی دیا گیا ہے اسے یہ بھی معلوم نہیں کہ اسلامی معاشرے میں اس کی حیثیت کیا ہے۔ مظلوموں کے لئے کوئی داد رسی نہیں اور انہیں کوئی دلاسہ دینے والا نہیں۔ اسی کا نام سرمایہ داری نظام ہے۔

حکومتوں کو کوئی غم و فکر نہیں کہ محنت کش مزدور کے بچے تعلیم سے محروم رہ کر اس کی بھٹی کا ایندھن بننے جا رہے ہیں۔ ملک میں موجود بے حس کرپٹ اور ظالمانہ نظام کی وجہ سے تعلیم غریب محنت کش اور مزدور کسان کے بچوں کی پہنچ سے دور ہوتی جا رہی ہے۔ ان معصوم بچوں کی فیسوں اور ٹیکسوں سے ایک طرف اس ملک کے مختلف بااختیار اداروں کے لوگ بنک بیلنس گاڑیاں محلات کوٹھیاں اور عیاشیاں کرتے ہیں۔ اس کرپٹ اور ظالمانہ نظام میں آج بھی عوام اور خاص طور پر غریب مزدور، کسان اور محنت کش پسے ہوئے ہیں۔ حالات ایسے غمگین ہیں کہ مزدور کے اوقات کار ایسے تلخ ہیں آج بھی ایک قلاش سرمایہ دار محض اپنی جھوٹی وجاہت کے بل بوتے پر بینکوں سے کروڑوں روپے کا قرضہ لیتا ہے اور فیکٹری کھڑی کر کے کرسی پر بیٹھے بٹھائے پورے دن میں پچاس ہزار کما لیتا ہے جب کہ اسی فیکٹری میں صبح سے شام تک کام کرنے والے مزدور کو شام کے وقت صرف پانچ سو کا نوٹ تھما دیا جاتا ہے اسی ظالمانہ نظام پر اقبال نے کہا تھا:

"حکم حق ھے لیس للانسان الاماسعی"
کھائے کیوں مزدور کی محنت کا پھل سرمایہ دار

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اتحاد اسلامی کے داعی تو ہیں ہی مگر اسکے ساتھ وہ سرمایہ دارانہ نظام کیخلاف لڑنے والے محنت کشوں مزدوروں اور غلامی کی زندگی بسر کرنے والوں کی توانا آواز بھی ہیں۔ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے مظلوموں، محنت کشوں، غلاموں اور مزدوروں کی حمایت میں ایسی آواز بلند کی جو کہ آج بھی کروڑوں دلوں کو گرما رہی ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے قوم کا شعور بیدار کیا پاکستان کے آئین کی قوم کو تعلیم دی اور جدوجہد کرنا سکھایا کہ حقوق مانگنے پر نہ ملیں تو چھین لئے جائیں کا فلسفہ دیا۔ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری ایک فکری نظریے کا نام ہے انہوں نے آج کے تمام مسائل کی جڑ موجودہ کرپٹ نظام کو کہا ہے جو کہ دھن دھونس دھاندلی پر چل رہا ہے۔ انکے نظریے اور فکر کو عام کرنے کے لئے تحریک منہاج القرآن اور منہاج القرآن ویمن لیگ کی جدوجہد آخری دم تک جاری رہے گی۔

اٹھو میری دنیا کے غریبوں کو جگا دو
کاخ امرا کے در و دیوار ہلا دو

ریاست مدینہ کے والی تاجدار کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو لیبر پالیسی دی تھی، اس کا خطبہ حجتہ الوداع میں واضح ذکر موجود ہے، جو تمہارے ہاتھ کے نیچے کام کرتے ہیں وہ تمہارے بھائی ہیں جو خود کھاتے ہو، انہیں بھی کھلاؤ، جو خود پہنتے ہو انہیں بھی پہناؤ اور ان پر کام کا وہ بوجھ نہ لادو جس کی وہ طاقت نہ رکھتے ہوں۔

بقول حضرت اقبالؒ:

تو قادر و عادل ہے مگر تیرے جہاں میں
ہیں تلخ بہت بندۂ مزدور کے اوقات
کب ڈُوبے گا سرمایہ پرستی کا سفینہ؟
دُنیا ہے تری منتظرِ روزِ مکافات !

☆☆☆☆☆

حضور قدوۃ الاولیاء مرید کے احوال سے باخبر رہتے

اولیائے اللہ کو اپنے مقام اور مرتبے کے مطابق وجود ثانی ملتا ہے

حضور غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے فیوضات کا چشمہ ہمیشہ کیلئے لاہور کی سرزمین پر جاری ہو گیا

مرتبہ: جویریہ ابراہیم

اولیاء کرام کی روحیں براہ راست روح محمدی ﷺ سے منور ہوتی ہیں۔ ایک سورج تو درکنار کروڑوں سورج اپنی حرارت میں اپنے اثر میں اپنی قوت میں اپنی طاقت میں اپنی موثریت میں ایک ولی کامل کی روح کا مقابلہ نہیں کرسکتے جس طرح سورج دور رہ کر پودے کو زندہ وسلامت اور تروتازہ رکھتا ہے اسی طرح بعد از وصال مرد کامل کی روح خواہ علّیین کی سیر کرتی پھرے، عالم ملکوت کی سیر کرتی پھرے، عالم سموات کی سیر کرتی پھرے خواہ حضور الوہیت میں سجدہ ریزیاں کرتی پھرے خواہ جنت کی سیر کرتی پھرے خواہ بارگاہ رسالت ﷺ میں مدینہ میں حاضری دیتی پھرے۔

الغرض ولی کامل کی روح قبر مبارک میں جسم کو زندہ وسلامت اور تروتازہ رکھتی ہے۔ اس جسم کا ختم ہونا تو درکنار مرجھانے بھی نہیں دیتی۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اولیاء اللہ کو اپنی ریاضات کے ساتھ وجود ثانی مل جاتا ہے۔ وہ واردات بشریہ جو اللہ چاہتا ہے طاری ہوتی ہیں اور وہ معاملات جو اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا وہ وجود اس سے بری ہوتا ہے۔

حضور سیدنا غوث الاعظمؒ فرماتے ہیں کہ راہ حق سے ہٹانے کے لئے میرے اوپر شیطان مختلف حیلوں سے حملے کرتا تھا ریاضتوں اور مجاہدوں کے دوران ایک بار میرے اردگرد بہت سے فریب کے جال بچھ گئے ایسا محسوس ہوا کہ وہ جال مجھے جکڑ لیں گے میں نے توجہ کی اور دریافت کیا کہ یہ جال کیا ہیں؟ تو بتایا گیا کہ یہ دنیا کے فریب کے جال ہیں یہ شیطان کے حیلوں اور حملوں میں سے ایک حیلہ اور حملہ ہے۔ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے عزم کیا اور ایک سال تک مسلسل دنیا کے فریبوں کے جال سے چھٹکارا پانے کے لئے خصوصی مجاہدے اور ریاضتیں کرتا رہا۔ ایک سال کی خصوصی ریاضتوں کے بعد اللہ پاک نے مجھے دنیا کے تمام فریبوں کے جال سے نجات دے دی۔ دنیا اور اس کے فریب پیچھے رہ گئے اور اللہ کے فضل سے میں آگے گزر گیا۔ فرماتے ہیں جب آگے گزرا تو پھر میرے اردگرد جال بچھا دیئے گئے میں متوجہ ہوا پوچھا یہ جال کیا ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ مخلوق کے اسباب کے جال ہیں جس میں ہم رہتے ہیں۔ یہ عالم اسباب ہے جس میں بچوں کی ضرورت ہے روزگار اور معاش کی ضرورت ہے عزت کی ضرورت ہے طاقت کی ضرورت ہے۔ مال کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ عالم خلق کے اسباب ہیں یہ ایک پورا نظام ہے فرمایا اس مخلوق کے اسباب کا جال حملہ آور ہوا تاکہ آپ کو اپنے مقام سے گرا کر اور پھسلا کر اس راہ سے ہٹا دے فرماتے ہیں

جب میں اس حقیقت سے آگاہ ہوا تو میں پھر متوجہ ہوا اور ایک سال تک خصوصیت کے ساتھ میں نے ریاضتیں اور مجاہدے کئے اور مخلوق کے اسباب کے جالوں سے نجات پائی۔ فرماتے ہیں تیسرا حملہ ہوا پھر جالوں نے آگھیرا میں نے توجہ کی اور پوچھا کہ یہ جال کیا ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ جال باطن اور قلب کے تعلقات کے خطرات کے جال ہیں۔ فرماتے ہیں میں پھر ایک سال تک ریاضت اور مجاہدہ کی بھٹی سے گزرا کہ باطن کے تعلقات اور قلب کے وسوسوں اور خطروں کے جملہ جالوں کو پیچھے چھوڑ کر آگے نکل گیا فرماتے ہیں آخر میں پھر جال بچھ گئے میں نے پوچھا کہ اب یہ کونسے جال ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ نفس کی بیماریوں کا جال ہے۔ فرماتے ہیں میں پھر مسلسل ایک سال تک ریاضت اور مجاہدے کرتا رہا بالآخر اللہ رب العزت نے مجھے نفس کی تمام بیماریوں سے نجات دے دی۔

دنیا کے فریب شکست خوردہ ہوکر غوثیت مآب کے سامنے گر گئے باطنی اور قلبی وسوسے شکست خوردہ ہوگئے عالم خلق کے اسباب اپنے جملہ فریبوں کے ساتھ شکست خوردہ ہوگئے نفس اور نفس کی ساری بیماریاں ہار مان گئیں فرماتے ہیں میں آگے گذر گیا اور اب اللہ نے مجھے وہ رتبہ عطا کیا کہ میرا وجود پیچھے رہ گیا اب میں مفرد اور تنہا ہوگیا اس عالم تنہائی میں میرا نفس تو درکنار میرا وجود بھی میرے ساتھ نہ تھا۔ فرماتے ہیں جب وجود سے نجات پاکر میں آگے تنہا گیا تو سب سے پہلے میرے سامنے باب توکل کھولا گیا میں نے چاہا کہ اس سے نکلوں مگر دیکھا کہ بڑی رکاوٹیں کھڑی ہیں پھر میں نے محنت کی ریاضت کی مجاہدہ کیا تو اللہ کے فضل سے رکاوٹیں دور ہوئیں اور میں باب توکل سے گذر گیا فرماتے ہیں باب توکل کے بعد میرے سامنے باب تسلیم لایا گیا اس میں پھر رکاوٹیں تھیں جسے دور کرنے کے لئے پھر ریاضتیں محنتیں اور مجاہدے کئے وہ رکاوٹیں اللہ کے فضل سے دور ہوگئیں اور میں باب تسلیم سے آگے گذر گیا پھر مجھے باب قرب کے دروازے پر کھڑا کردیا گیا وہاں پھر رکاوٹیں تھیں میں نے ریاضتیں کیں اللہ کا فضل میرے شامل ہوا اور رکاوٹیں دور ہوگئیں پھر میں باب قرب سے گذر کر آگے بڑھا تو مجھے باب فقر کے سامنے لاکر کھڑا کردیا گیا فقر کے دروازے کے سامنے بڑی رکاوٹوں کے جال تھے فرمایا میں نے ریاضتیں، مجاہدے اور محنتیں کیں تو اللہ کے فضل سے رکاوٹیں دور ہوئیں اور میں آگے گزر گیا باب فقر سے گزرنے کے بعد جوں جوں آگے گزرتا گیا توں توں مجھے عزت ملتی گئی قرب ملتا گیا منزلت ملتی گئی بلندی ملتی گئی اللہ پاک میرے حال کو بہتر بناتا گیا فرماتے ہیں جب میں ان سب دروازوں سے آگے گذرا میں تنہا تھا تب جاکر اللہ نے مجھے دوسرا وجود عطا کردیا۔ اپنا وجود پہلے دروازے سے گذرنے سے بھی پہلے چھوڑ آیا تھا اور چاروں دروازوں سے گذرنے کے بعد اللہ نے مجھے وجود ثانی عطا کردیا اب جو وجود ثانی ملا تو نہ یہ قدم اپنے قدم ہیں نہ یہ ہاتھ اپنے ہاتھ ہیں اور نہ یہ جسم اپنا جسم ہے۔ یہی وجہ ہے جب حضور غوث پاکؒ کو وجود ثانی ملا یہ اس کا فیض تھا کہ کسی نے آپ کے جسم پر جسم پاک مصطفیٰ ﷺ کی طرح مکھی کو بیٹھتے نہیں دیکھا تھا۔ اولیاء اللہ لکھتے ہیں کہ میں سوا سال حضور غوث پاک کی بارگاہ میں رہا آپ کو کبھی ناک صاف کرتے نہیں دیکھا کوئی کہتا ہے کہ میں بیس سال آپ کے پاس رہا میں نے آپ کو کھنگار نکالتے نہیں دیکھا۔ وجود ثانی تو دراصل وجود مصطفیٰ ﷺ کی فنائیت کا وجود تھا جب وجود ثانی ملتا ہے تو حالات اور صفات بدل جاتی ہیں جب وجود ثانی ملا تو بقایا چیزیں جو میری خصلت میں رہ گئی تھیں وہ مٹادی گئیں اور مجھے نئی خصلتیں ملیں نئے حال ملے نئے کمالات ملے جب سرکار غوث اعظمؒ اس حال پر فائز ہوں۔ **قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله** (میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے) تو پھر ہر ولی اپنی گردن آپ کے سامنے کیوں

نہ جھکائے؟ فرماتے ہیں

نظرت الی بلاد اللہ جمعا
کخردلۃ علی حکم تصالی

میں نگاہ اٹھا کر جب پورے اطراف واکناف کو دیکھتا ہوں تو ساری کائنات کو یوں دیکھتا ہوں جیسے میری ہتھیلی پر رائی کا دانہ رکھا ہو۔ یہ وجود ثانی کی برکت ہے۔ اولیاء اللہ کو اپنے اپنے مقام اور اپنے مرتبے کے مطابق وجود ثانی ملتا ہے۔ جب یہ صفات ملتی ہیں تو پھر یہ لوگ دوسرے لوگوں کے احوال واقعات وصفات سے بالکل مختلف ہوتے ہیں اگر لاکھوں کروڑوں مرید بھی مشرق سے مغرب تک ہوں تو وہ ان کے احوال پر جس وقت توجہ کرتا ہے باخبر ہوتا ہے۔

حضور قدوۃ الاولیاءؒ کی کمالات اور تصرفات میں سے بڑا بلند کمال یہ بھی تھا کہ آپ مرید کے احوال سے باخبر رہتے۔ اس طرف بھی خیال اور دھیان رکھتے کہاں گیا ہے اور کہاں نہیں گیا؟ ہزاروں میلوں پر بیٹھے خبر رکھتے کون ساتھ آیا ہے کون نہیں آیا؟ کہاں جارہا ہے اور آرہا ہے؟ ایک ایک چیز پر نظر رکھتے۔

یہ شان فنائیت اور مظہریت کمالات محمدی ﷺ ہے جو ہر کسی کو نہیں کامل ولی کو ملتی ہے یہ کمال مرد کامل اور زمانے کے قطب اور غوث کو نصیب ہوتا ہے یہ حضور کی شان لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَاعَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (سورۃ التوبہ ۹:۱۲۸) کا کمال ہے کہ اگر کوئی تکلیف تمہیں آئے تو حضور علیہ السلام کو اس تکلیف کا اثر ہوتا ہے تڑپ اٹھتے ہیں۔ تمہاری تکلیف میرے رسول کو شاق گزرتی ہے۔ یہ شان، بارگاہ رسالت میں تو حضور کے مرتبے کو شامل ہے مگر اس میں سے حصہ ہر ولی اور شیخ کو بقدر حال اور بقدر استطاعت ملتا ہے۔

حضور پیر طاہر علاؤالدینؒ کے بارے میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا سوئم کے ختم کے دوسرے دن مجھے خواب آیا پہلی بار زیارت کرائی۔ حضور پیر صاحب کا عالی شان مزار پاک بن چکا ہے۔ اردگرد پورے علاقے میں اندھیرا ہے لوڈشیڈنگ کی وجہ سے بجلی نہیں ہے۔ لوگ اندھیرے میں آہستہ آہستہ آرہے ہیں میں انتظام و انصرام اور لوگوں کی آمد پر استقبال کرنے میں مصروف تھا۔ فارغ ہوکر حضور کے قدموں میں جب دربار شریف میں آیا تو وہاں روشنیاں ہی روشنیاں ہیں قمقمے ہی قمقمے ہیں نور کا عالم ہے میں حضور کی قدم بوسی کر کے پوچھتا ہوں باہر تو لوڈ شیڈنگ ہے بالکل اندھیرا ہے کوئی بلب بھی جلتا نظر نہیں آرہا جبکہ یہاں ہر طرف روشنی ہے اس کی وجہ کیا ہے؟ آپ مجھے فرماتے ہیں پروفیسر صاحب ہمارا کنکشن بغداد سے آتا ہے اس لئے ہمارا بجلی پر لوڈ شیڈنگ نہیں ہوتا۔ یہ غوث اعظمؒ کا نائب کا مزار کتنا بڑا احسان ہے۔

حضور غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؓ کے فیوضات کا یہ چشمہ اب ہمیشہ کے لیے سرزمین لاہور میں جاری ہوگیا ہے۔ دربار شریف کے قریب میں واقع ''منہاج القرآن تربیتی مرکز'' ایک عالمی تربیتی مرکز ہے، جہاں ہر سال دس روزہ عشرہ اعتکاف میں ہزاروں معتکف پوری دنیا سے شریک ہوتے ہیں اور سالانہ روحانی اجتماع میں لاکھوں عقیدت مند حاضر ہوکر روحانی تربیت کے ساتھ ساتھ دعوت اسلام، تحریک اور انقلاب کا درس بھی لیتے ہیں۔ علاوہ ازیں یہاں ایک عظیم الشان تحفیظ القرآن، کالج اور منہاج یونیورسٹی بھی قائم ہوچکی ہے یوں حضور قدوۃ الاولیاء کے فیض و برکت کے شعاعیں تیزی کے ساتھ اطراف واکناف عالم میں پھیل رہی ہیں۔

☆☆☆☆☆

حضرت ماریہ قبطیہؓ کی سیرت اور آج کی عورت

سیدہ ماریہ سے سرکار دو عالم ﷺ
کی اولاد سیدنا ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے

امہات المومنین کی زندگیاں خواتین کے لئے مشعل راہ ہیں

سعدیہ کریم

تعارف:

آپؓ کا نام ماریہ قبطیہ بنت شمعون المصری تھا۔ آپ نہایت دیانت دار نیک سیرت، پاکیزہ اور خوش اخلاق تھیں۔ آپ سے نہایت دقیق احادیث مروی ہیں:

امام محمد بن سعد نے اپنی سند کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ اسکندریہ کے بادشاہ مقوقش نے ۷ ہجری میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حضرت ماریہ قبطیہ اور ان کی بہن سیرین کو بطور تحفہ بھیجا۔ ان کے ساتھ ایک ہزار مثقال سونا، بتیس سفید ملائم کپڑے کے تھان، ایک خچر جس کا نام دلدل تھا اور ایک دراز گوش بھیجا جس کا نام عضیر بالعفور تھا اور اس کے ساتھ ایک شخص بھی تھا جس کا نام مابور تھا اور ایک بوڑھا شخص جو حضرت ماریہ کا بھائی تھا۔ ان سب کو حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں بطور نذرانہ پیش کیا گیا۔ حضرت حاطبؓ نے ان حضرات وخواتین کو اسلام کی دعوت دی جسے حضرت ماریہ، ان کی بہن نے قبول کرلیا جبکہ مابور مدینہ پہنچ کر مسلمان ہوگیا۔

روایات میں ہے کہ شاہ مقوقش نے ان تحائف کے ساتھ ایک خط بھی حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں ارسال کیا۔ جس میں اس نے آپ ﷺ کی رسالت کا اقرار کیا اور کہا کہ میں دو لڑکیاں آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں جن کی قبطیوں میں بہت تکریم کی جاتی ہے۔ ان میں حضرت ماریہ اور انکی بہن سیرین تھیں۔ ام المومنین سیدہ ماریہؓ نہایت حسین وجمیل تھیں۔ انہیں حضور اکرم ﷺ نے اپنے لیے پسند فرمایا اور انہیں بالا خانے میں ٹھہرایا جبکہ ان کی بہن سیرین کو حضرت حسان بن ثابتؓ کو عطا فرمایا جن سے انہوں نے نکاح کیا۔

مشربہ ام ابراہیم:

حضور ﷺ نے سیدہ ماریہؓ کو جس بالا خانے میں ٹھہرایا اس کو بعد میں ''مشربہ ام ابراہیم'' کہا جانے لگا کیونکہ سیدہ ماریہؓ نے اسی بالا خانے میں رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے ابراہیمؑ کو جنم دیا تھا۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ حضرت ماریہؓ سے محبت فرماتے تھے۔ آپ ﷺ ان کے پاس بہت زیادہ آتے جاتے تھے۔

اولاد:

سیدہ ماریہؓ کے بطن سے سرکار دو عالم ﷺ کی اولاد سیدنا ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ ان کی پیدائش ذوی الحجہ ۸ ہجری میں ہوئی۔ ساتویں روز آپ نے ان کا عقیقہ کیا۔ عقیقہ میں دو مینڈھے ذبح کئے، سر منڈایا گیا اور بالوں کے برابر چاندی تول کر صدقہ کی گئی اور بال زمین میں دفن کئے گئے۔

آپ نے اپنے بیٹے کا نام اپنے جد امجد کے نام پر ابراھیمؑ رکھا حضرت ابراھیمؑ بہت خوبصورت اور تندرست تھے۔ آپ ابراھیمؑ کو گود میں لے کر کھلاتے اور پیار کرتے۔ ابراھیمؑ نے ۱۷ یا ۱۸ ماہ کی عمر میں انتقال کر گئے۔ آپﷺ نہایت غمگین تھے لیکن آپﷺ نے زبان مبارک سے فرمایا:

''بخدا ابراھیم! ہم تمہاری موت سے نہایت غمگین ہیں آنکھ رو رہی ہے اور دل غمزدہ ہے مگر ہم زبان سے ایسی کوئی بات نہیں کہیں گے جس سے ہمارا رب راضی نہ ہو''۔

فضائل:

جب حضرت ابراھیمؑ پیدا ہوئے تو ان کو حضور اکرمﷺ کے بچے کی ماں ہونے کا اعزاز حاصل ہوگیا تھا اور اسی بچے کی وجہ سے حضور اکرمﷺ کا زیادہ وقت حضرت ماریہؓ کے پاس گزرتا تھا۔

حضرت ماریہؓ کو اسی وجہ سے ام ولد بھی کہا جاتا ہے کیونکہ وہ ابراھیمؑ کی والدہ تھیں۔ بعض روایات میں ہے سیدنا ابراھیمؑ کی پیدائش کے بعد ایک دفعہ جبرائیلؑ امین نے حضور اکرمﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر فرمایا تھا۔ **اسلام علیک یا ابا ابراھیم**۔ حضرت ابراھیمؑ کی وفات کے دن سورج گرہن ہوگیا اور لوگوں نے اس کو بدبختی کی نشانی سمجھا۔ حضور اکرمﷺ نے لوگوں کو جمع فرما کر خطبہ دیا اور فرمایا کہ چاند گرہن اور سورج گرہن اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں پھر لوگوں کو نماز کسوف کی تعلیم دی اور انہیں نماز پڑھائی۔

وفات:

امام واقدی نے بیان کیا ہے کہ محرم ۱۶ ہجری میں حضرت ماریہؓ کی وفات ہوئی یہ حضرت کی عمرؓ کی خلافت راشدہ کا دور تھا۔ انہوں نے بہت سے لوگوں کو جنازے میں جمع کیا اور ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ امام واقدی نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ تاحیات حضرت ماریہؓ کو خرچ دیتے رہے حتی کہ ان کا وصال ہوگیا پھر حضرت عمرؓ ان کو خرچ دیتے رہے حتی کہ حضرت ماریہؓ ان کے دور میں وصال فرماگئیں اور ان کا مزار جنت البقیع میں ہے۔

ام المومنین کی زندگی۔۔خواتین کے لیے مشعلِ راہ:

نبی اکرمﷺ نے جو نکاح فرمائے ان کا مقصد یہی تھا کہ عورتوں کی اکثر تعداد آپﷺ کی خانگی زندگی کو دنیا کے لیے پیش کر سکے کیونکہ بیوی سے زیادہ شوہر کے رازوں سے کوئی واقف نہیں ہوسکتا۔ اس کے علاوہ عورتوں کے مخصوص مسائل عورتوں کے ذریعے ہی بیان ہوسکتے ہیں۔

نبی اکرمﷺ کے متعدد نکاح کرنے کی ایک بڑی وجہ عورت کے مقام اور درجہ کو بھی دنیا میں اجاگر کرنا تھا۔ اسلام میں عورت کا جو مقام اور مرتبہ ہے وہ دور جاہلیت میں اس کا تصور بھی نہ تھا۔ حضور نبی اکرمﷺ نے بتایا کہ عورت کا درجہ اسلام میں وہی ہے جو مرد کا ہے۔ حیثیت، حقوق اور اخروی انعامات میں دونوں میں کوئی فرق نہیں۔

حضرت ماریہ قبطیہؓ سے نکاح کرنے کا مقصد ان کے قبیلے کی عداوت کو محبت و الفت میں تبدیل کرنا تھا اور اس تحفے کی قبولیت کی سند جاری کرنا تھا جو شاہ مقوقش نے آپ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ حضرت ماریہ قبطیہؓ کنیز تھیں اس لحاظ سے آپﷺ نے کنیزوں کے حقوق بھی متعین فرمائے۔ ان کے مقام اور مرتبے کو واضح کیا اور ان کے ساتھ محبت و مودت کے احکام اپنی امت کو عطا کئے۔ حضرت ماریہؓ نہایت معاملہ فہم تھیں آپﷺ اپنے غزوات اور داخلی معاملات میں ان سے مشورہ فرمایا کرتے تھے۔ ان کی زندگی سے آج کی خواتین کو یہ پیغام ملتا ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو اچھے طریقے سے ادا کریں۔ ہمیشہ صبر اور شکر کا دامن تھامے رکھیں اللہ کی رضا میں راضی رہیں اور دعوت دین کے فریضے کو ادا کرتی رہیں۔ بطور ماں اپنے بچوں کی بہترین تربیت کریں تاکہ وہ معاشرے کا کار آمد جزو بن سکیں۔

☆☆☆☆☆

گلدستہ

دہی کے فوائد......سکن الرجی سے نجات

پھلوں کے چھلکے جلد کی الرجی میں انتہائی مفید ہیں

دہی کولیسٹرول اور وزن کم کرتا ہے

مرتبہ: ماریہ عروج

دہی کے فوائد

۱۔ دہی کھانے سے بھوک کی شدت میں کمی آجاتی ہے۔

۲۔ دہی کولیسٹرول کم کرتا ہے وزن کم کرتا ہے۔

۳۔ دہی مدافعتی نظام کو بہتر بناتا ہے۔

۴۔ دہی میں کیلشیم، پروٹین اور وٹامن بی ہوتا ہے۔

۵۔ دہی دودھ سے 20 فیصد زیادہ پروٹین فراہم کرتا ہے۔

۶۔ دہی کو اینٹی بائیوٹک کا ذخیرہ بھی کہا جاتا ہے۔

معدے کی تیزابیت دور کرنے کا حل

روزانہ چھلکے سمیت ایک سیب کھائیں۔ پودینہ کی ایک ٹہنی کو ایک لیٹر پانی میں ابال لیں اور دن میں تین مرتبہ یہ پانی پینے سے معدے کی تیزابیت دور ہوجائے گی۔ معدے کی تیزابیت دور کرنے کے لیے ادرک اور پپیتا خوراک میں شامل کریں تو یہ معدے کی درد دور کرنے میں موثر ہے۔ پیپر منٹ یا عام چائے بنائیں اور اس میں لیموں کا رس یا شہد شامل کر کے پیئیں۔ اس سے معدے کی گرانی دور ہوتی ہے۔

سکن الرجی سے نجات حاصل کرنے کے طریقے

اکثر الرجی کو جلد کا ایک عام سا مسئلہ سمجھا جاتا ہے۔ اس مسئلے کے متعدد سبب ہوسکتے ہیں جیسے قوت مدافعت کی خرابی، ادویات کا استعمال اور انفیکشنز کا ہونا، جلد کی الرجی مختلف اشکال میں ہوسکتی ہے جیسے کہ خارش، خشک جلد اور جلد پھٹنا وغیرہ، اگرچہ اس سب کے لیے ادویہ اور مرہم موجود ہیں لیکن جلد کے ان مسائل سے نجات پانے کے لیے گھریلو ٹوٹکوں پر انحصار بھی کیا جاسکتا ہے۔ چند ایسے ٹوٹکے جو جلد کی الرجی سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔

۱۔ ایک لیموں لیجئے اور اس کا رس کھجلی والی جگہ پر ملیں اور خشک ہونے دیں۔

۲۔ تلسی کے پتے سے الرجی والے سکن کو دھونے سے راحت ملتی ہے۔

۳۔ پودینہ کے پتے کھجلی اور خراش کی جگہ پر لگانے سے راحت ملے گی۔

۴۔ پھلوں کے چھلکے بھی جلد کی الرجی میں بہت موثر ہوتے ہیں۔ کیلے یا تربوز کے چھلکے کو خارش سے متاثرہ جگہ پر ملنے سے راحت ملتی ہے۔ ایلوویرا بھی جلد کی الرجی کا بہترین علاج ہے۔

گھریلو ٹوٹکے:

چاولوں کی رنگت نکھرنا:

چاولوں کو ابالنا ہو یا اس میں سے پانی نکالنا ہو اس

میں چند قطرے لیموں کے ڈال دیں چاول کی رنگت نکھر جائے گی اور دانے الگ الگ ہوجائیں گے۔

اچھے پکوڑے:

پکوڑے بناتے وقت اگر تھوڑا سا لہسن پیس کر بیسن میں ڈال دیں تو ذائقہ بھی اچھا ہوجائے گا اور بھاری پن بھی نہیں رہے گا۔

مونگروں کی کڑواہٹ:

مونگرے چھیل کر انہیں نمک لگا کر ایک گھنٹے تک پڑا رہنے دیں، پھر انہیں اچھی طرح دھولیں تو ان کی کڑواہٹ دور ہوجاتی ہے۔

چٹخے ہوئے چینی کے برتن:

چینی کے بہت سے برتن ایسے ہوتے ہیں جو کہ یا تو بہت قیمتی ہوتے ہیں یا پھر بہت نایاب ہوتے ہیں۔ چھوٹی سی غلطی سے ان کے چٹخنے پر بہت دکھ ہوتا ہے۔ لیکن انہیں دوبارہ کسی حد تک اصل شکل میں لانے کا ایک ٹوٹکہ یہ ہے کہ ایک برتن میں دودھ ڈال کر اس میں چٹخا ہوا برتن ہلکی آنچ پر آدھا گھنٹہ کے لیے پکنے دیں، برتن میں دودھ اتنا ہو کہ چٹخا ہوا حصہ اس میں ڈوب جائے۔ دودھ میں موجود پروٹین سے چٹخے ہوئے نشان کافی حد تک ختم ہوجائیں گے۔

دیسی گھی سے بدبو دور کرنا:

بعض دفعہ دیسی گھی سے کھٹی لسی وغیرہ کی بدبو آتی ہے اس کو دور کرنے کے لیے تقریباً ایک کلو گھی میں دو کھانے کے چمچ خشک آٹا ڈال کر پکائیں پھر چھان کر استعمال کریں تو کسی بھی قسم کی بدبو دور ہوجائے گی۔

کڑی اور پکوڑہ

اجزاء:

دہی آدھا کلو، چھاچھ آدھا لیٹر، بیسن دو سو پچاس گرام، ہلدی ایک چائے کا چمچ، نمک ایک چائے کا چمچ، کٹی لال مرچ ایک کھانے کا چمچ، میتھی دانہ ایک کھانے کا چمچ۔

تڑکہ لگانے کے اجزاء:

لہسن کے جوئے چھ عدد، گول مرچ چھ عدد، کڑی پتے چھ عدد، زیرہ ایک چائے کا چمچ

پکوڑے بنانے کے لیے اجزاء:

بیسن دو سو پچاس گرام، کٹی پیاز ایک عدد، پسی لال مرچ ایک چائے کا چمچ، نمک آدھا چائے کا چمچ، تیل حسب ضرورت

تیار کرنے کی ترکیب:

آدھا کپ تیل گرم کرکے ایک چائے کا چمچ میتھی دانہ ڈال دیں۔ جب خوشبو آنے لگے تو اس میں ایک کھانے کا چمچ کٹی لال مرچ ایک چائے کا چمچ ہلدی اور ایک چائے کا چمچ نمک ڈال کر بھونیں پھر آدھا لیٹر چھاچھ اور دو سو پچاس گرام بیسن اچھی طرح پھینٹ لیں اور اس میں ڈال دیں۔ 1 کپ پانی شامل کریں اور دھیمی آنچ پر پکائیں حتی کہ گاڑھی ہوجائے۔ اب پکوڑے بنانے کے لیے دو سو پچاس گرام بیسن، ایک چائے کا چمچ زیرہ، ایک چائے کا چمچ پسی لال مرچ، آدھا چائے کا چمچ نمک اور ایک عدد کٹی پیاز کے پکوڑے بنا کر تیل میں تل لیں۔ جب کڑی پک جائے تو اس میں بنائے ہوئے پکوڑے ڈالیں۔ آخر میں آدھا کپ تیل گرم کرکے چھ عدد لہسن کے جوئے چھ عدد گول مرچ، ایک چائے کا چمچ زیرہ چھ عدد کڑی پتوں کو فرائی کریں اور کڑی پر ڈال دیں۔ گرما گرم ہی کھانے کے لیے پیش کریں۔

☆☆☆☆☆

Islamic Teachings as a Solution to Alleviate the Drug Addicition

Islamic Teachings and Usage of Durgs

Hadia Saqib

The United Nations' (UN) International Day Against Drug Abuse and Illicit Trafficking falls on June 26 each year to raise awareness of the major problem that illicit drugs represent to society . With the each passing year, the number of drug adductors is growing and the young generation is at risk. New kinds of drugs are being brought into the market and adopted by the youngsters. This is becoming an alarming situation.

Islam, as a religion, has very vivid teachings pertaining to use of drugs. If those teachings are followed in true letter and spirit, the drug abusage of unhealthy, illicit and prohibited drugs could be reduced. In the following sections, Islamic teachings regarding drugs are discussed.

Drug Prohibition in Quran:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ. (المائدہ، ۵: ۹۰)

O believers! Wine and gambling and idols mounted (for worship) and divining arrows (for seeking luck-all) are filthy works of Satan. So, turn away from them (completely) so that you may prosper.

Allah Almighty has described using intoxicants, amongst other things, as being appalling, despicable and hateful acts of Satan

Drug Prohibition in Hadith:

The first declaration made by the Prophet (peace and blessings be upon him) concerning this matter was that not only isKhamr (wine or alcohol) prohibited but that the definition ofKhamr extends to any substance that intoxicates, in whatever form or under whatever name it may appear. Thus, beer and similar drinks are haram.

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ " كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ " .

Ibn 'Umar, through another chain of transmitters; reported Allah's Messenger (ﷺ) having said this:

"Every intoxicant is Khamr and every intoxicant is forbidden."

Drug Addiction:

What exactly is addiction? The term "addiction" is used in many contexts to describe an obsession, compulsion, or excessive physical dependence or psychological dependence, such as: drug addiction, alcoholism, compulsive overeating, problem gambling, computer addiction, etc. In other words, addiction has many forms, some of them related to substances such as drugs or alcohol, while others are related to extreme psychological dependence of the individual on behaviors such as gambling, overeating, and increasingly internet surfing.

What kind of drugs are prohibited in Islam?

The scholars of all four schools of Islamic jurisprudence unanimously agree that consuming anything intoxicating is Haraam.

any substance which has the effect of befogging or clouding the mind, impairing its faculties of thought, perception, and discernment is prohibited by Allah and His Messenger (peace and blessings be upon him) and will remain so until the Day of Judgment.

The young Muslims of today are facing an ever-increasing number of dilemmas. One of these is drugs. What does Islam have to say about it? How should Muslims regard drugs? To know this, we must see what the Quran and the Sunnah (prophetic tradition) say regarding intoxicants and narcotics.

Recently what is known as "electronic shisha" or "electronic cigarettes" or "shisha pens", or other names, have become widespread. Those who use them say that they are alternatives to the traditional narghile (hookah or shisha) and to cigarettes. They claim that they are healthy, based on the process by which the vapour is produced, instead of tobacco smoke that is produced by the traditional narghile; it turns the liquid inside the tube into vapour. The liquid that is used is free of tobacco and tar, and similar harmful substances, and the flavours given to this liquid are natural; mint, apple, orange and other fruit flavours are added to it.

But medical evidence proves the opposite of that and shows that all of these things have a harmful effect on the lungs and brain.

Electronic cigarettes should be treated in the same manner as traditional cigarettes at all levels. They are not a means of giving up smoking, as some companies suggest. The risk of harm is much greater than the alleged benefits.

Harms of Addiction

There is a direct correlation between the diseases such as esophageal cancer, coughing, bronchitis, asthma, tuberculosis, bladder cancer, breast cancer, Crohn's disease, colon cancer, etc and the rate of smoking.

How to stop addiction?

"No one becomes addicted intentionally; it is not a goal one sets out to accomplish. Addiction is ultimately the triumph of the soul commanding to evil over the self-reproaching soul. What begins as just one quick glance at a pornographic Web site, one sip of alcohol, one snort of cocaine, one injection of heroin, or even one session of aggressive overeating does not affect every individual the same way. For those who have a weak relationship with Allah, are on the margins of daily worship, are keeping company with similarly heedless individuals, the one glance, the one sip leads them, ultimately, down a slippery slope from which they will have, potentially, a lifelong struggle recovering."

While every pillar of Islam serves to strengthen the soul, the five daily prayers and the fasting during the holy month of Ramadan are especially beneficial in disciplining the soul.

The Glorious Quran says;

"Recite what is sent of the Book by inspiration to thee, and establish regular Prayer: for Prayer restrains from shameful and unjust deeds; and remembrance of Allah is the greatest (thing in life) without doubt. And Allah knows the (deeds) that ye do."

Fasting is universally recognized as a means of gaining self-control, and in Islam, also a means of gaining closeness to God.

"O ye who believe! Fasting is prescribed to you as it was prescribed to those before you, that ye may (learn) self-restraint,"-

Prayer and fasting are therefore like the shields of the human soul, by which it can protect itself from the onslaughts of modern temptations, and lead a healthy, balanced and productive life.

Summary

Quran and the hadiths of Holy Prophet (peace and blessings be upon him) do provide clear instructions and guidelines on the usage of drugs. The usage of haram drugs is strictly prohibited. Moreover, the new types of drugs have very harm effects on health and have various side effects. Due to which, these drugs are also declared illicit and prohibited by the Islamic scholars. In short, the solution lies in the teachings of Islam that need to be adopted by everyone. ☆☆☆☆☆

CLIMATE CHANGE WITH REFERENCE TO THE QURAN AND HADITH

Noor-ul-Huda

Climate Change is a hot topic and has taken the forefront in terms of research related to it as well as funding bodies pumping money into work directly and indirectly impacting the phenomenon (Gaathier, 2017). Climate change, also called global warming, refers to the rise in average surface temperatures on Earth (takepart, n.d).

Evidence suggests that the ancient Egyptian civilization dates back to 4000 B. C, with major changes in the society, possibly owing to climatic change, occurring around 3000 BC (Gaathier, 2017)

As Muslims, we have heard about the beauty of Jannah (paradise) since we were kids. Our elders always told us that there are flowers of all kinds, rivers, pure waters, gardens upon garden in paradise and paradise is our ultimate goal. That is, what we aspire for. Paradise is what we dream of. Even if we cannot have the perfect paradise the Quran describes so beautifully in its verses, we always and we should dream of having something close to it in this life.

Even if it is not a 'Muslim' thing, it is our very human nature. Have you looked at large mansions of elites of the world? The most elite areas of a city? There are large gardens and lush green everywhere. The best houses in the world have large gardens and waterfalls. This is human nature, no matter how 'materialistic' we become, the love for nature and the love for green, is ever rooted in ourselves.

Throughout the Islamic tradition, the Quran and the sayings of the Prophet Muhammad, there is clear evidence that as humans it is our duty to care for this Earth. Thus, it is our duty to work to prevent climate change.

Abdalla (2010) said that there are Quranic verses that make connection between nature and God. The Quranic words of Ayat (signs) means both nature and God´s words. A true believer according to the Quran should maintain and respect the sacredness of nature which contains signs of God:

"In the creation of the heavens and the earth, and the difference of night and day, and the ships which run upon the sea with that which is of use to people, and the water which God sends down from the sky, thereby reviving the earth after its death, and dispersing all kinds of beasts therein, and the ordinance of the winds, are signs for people who have sense" (Quran 2:164).

There are 759 verses in the Quran reflecting on the importance of ecology and nature. These Quranic verses could be considered as an Islamic perspectives on environment.

In several places, the Quran mentions that Muslims must look after the environment and not to damage it:

"There is not a moving creature on earth, or a bird that flies with its wings, but they are communities like you (humans). We have neglected nothing in the Book; then unto their Lord they shall (all) be gathered." Quran 6:38.

The Quran reminds Muslims to regard nature as the property of God and gift from him. Therefore, according to the Quran, a true believer must promote from a personal level preservation of natural resource including water, seas, air, climate etc., and refrain from acts that damage the eco-system:

"O children of Adam! ... eat and drink: but waste not by excess for God loveth not the wasters. Quran 7:31"

Sarah (2019) writes that in Islam, there is a clear call for action against climate change. The first piece of evidence comes from the Quran.

"Corruption has appeared throughout the land and sea by [reason of] what the hands of people have earned so He may let them taste part of [the consequence of] what they have done that perhaps they will return [to righteousness]." 30:41

The Quran clearly states that there will be a corruption of the physical Earth, and this corruption will be done by the hands of the corrupted humans. The verse is a clear warning from Allah that climate change will occur. And it did, the land and the sea are filled with such corruption. One may ask why it occurred. Climate change, the corruption of the land and sea, is a direct result of the

corruption of companies and governments who choose profit and power over caring for the environment and who live in it. When people make the decision that polluting the air or deforesting a forest is worth the risk because it means making a profit, our Earth beings to die. How can we be among those who are responsible for the corruption of the Earth? However, we have a chance to undo what has happened if we acknowledge the cause of climate change, us.

Why do we have to change? Why do we have to stand up against companies and governments who turn a blind eye? Well, the Prophet Muhammad PBUH said,

"The Earth is green and beautiful, and God has appointed you his stewards over it." (Muslim)

Once again, we have clear evidence of our role in relation to this world. How can we turn our backs when Allah has made us stewards, caretakers, of this Earth? It was a job given to us by Allah, and we are failing our Creator. How can we allow that to be so? He gave us such beautiful land to live in, and yet, we allow it to be poisoned. (Sarah, 2019)

Climatic Change in the Stories of Yusuf (A.S) and Musa (A.S)

Gaathier (2017) says in his blog post that, the onset of climatic change within the aforementioned kingdom appears in the stories of Yusuf (A.S) as well as Musa (A.S), these are both in the Quran. The society of the time could also be regarded as the forefathers of monotheism. Thus we see that religion played an important role in the lives of the people of ancient Egypt.

The story of Nooh relays the flood which occurred subsequent to receiving divine guidance to build an ark. This story occurs in two sections of the Quran. The first place is in Surah 11, as shown below. The second is in Surah 71, which is entirely devoted to the religious aspects and does not cover the flood in detail as the former Surah.

The story of Yusuf is the only one in the entire Quran which occurs in one section of the Quran in its in chronological order from start to finish. This can be seen in Surah 12 of the Quran.

The set of events depicting the cows and ears of grain were two separate dreams occurring in one night. The analysis of the dreams occurs in the latter verse with a further analysis stating that the seven hard years should be used as a time in order to store grain for the seven tough years. Furthermore, after the

seven years of drought a good year will occur with plentiful water and in turn good crops of olives and grapes for people to process oil and wine.

The story of Musa is told in more than 30 places in the Quran, but expanded versions are given in ten of those with six of the ten Surahs having a more detailed account. The verses which are of interest to issues surrounding climate change are

"And we straitened Pharaoh's folk with famine and the dearth of fruits that peradventure they might heed. But whenever good befall them, they said: This is ours; and whenever evil smote them they ascribed it to the evil auspices of Moses and those with him. Surely their evil auspice was only with Allah. But most of them knew not. And they said: Whatever portent thou bringest wherewith to bewitch us, we shall not put faith in thee. So we sent them the flood and the locust and the vermin and the frogs and the blood - a succession of clear signs. But they were arrogant and became guilty (7: 131-133)

Chronologically speaking the event of climatic change which affected Nooh occurred prior to that affecting Yusuf and Musa (A.S) (A.S). Furthermore it seems as if the duration and intensity of the events are quite different. If one examines the Quran and analyses the text, we find that Yusuf(A.S) was hit by seven years of good weather, contributing to an above average grain yield, and seven years of drought, which adversely affected people all over the ancient Egyptian kingdom. In comparison the climatic event affecting Musa (A.S) was only a few years (Quran 7:130), yet the drought had devastating effects in this short period of time, sending the kingdom into a state of famine. The floods which followed were also of an extreme nature, wiping out the minimal crops and this was followed in quick succession by numerous plagues.

Therefore comparatively speaking we find that the Yusuf (A.S) had time to prepare for the "bad" years and store his grain. Also the prolonged event, felt by Yusuf (A.S) and his people, did not have as many after effects, when compared to Musa (A.S). This is no surprise as climatic change still has the experts in the field puzzled, with regards to the behavior and impacts of the event on its cyclical return.

It can be clearly seen that the Quran has shown us, by means of a case study, what the effects of climate change are as well as how to mitigate the impacts thereof. The stories of Yusuf (A.S) and Musa (A.S) have numerous other

lessons and teach us various skills. We could also deduce valuable lessons from our environment. The most important would be the fact that nature knows no waste. This should be our outlook and simple principles of reduce re-use and recycling this waste on a grassroots level could create a global change.

It also seems as if two distinct patterns could be deduced. The former was a slow persistent change in climate, like the event affecting Yusuf (A.S). And the latter which was a quick climatic change with numerous after effects, in the case of Musa (A.S). This was also the case with the flood of Nooh. A similar event, to the latter, occurred in 1997 in East Africa with extensive flooding and an outbreak of Rift valley fever. It also seems as if the current data favors more intensive climatic changes, but it could also be said that the effects are likely to be erratic and mostly unpredictable. It should however be noted that the decisions made by human beings in certain instances without proper planning and consultation could have these types of disastrous impacts. This can be seen in instances whereby construction has occurred alongside rivers, knowingly that the river spills its banks on a regular basis.

Islamic Faith as a Relevant Environmental 'Movement'

Prophet Muhammad, peace and blessings be upon him, is one of the most, if not the only one who reached a pinnacle of success by not only verbally teaching, but stringently applying Islamic principles of ecological welfare. His concern for preserving nature was so consistent that history reports the only time he cut down plants were the palm trees in Medina to impede the Jewish tribe Banu Nadhir. (Zaufishan, 2017)

Zaufishan further mentions some of the Prophetic sayings (hadith) which are excellent indicators to reflect the Islamic faith as a relevant environmental 'movement'.

Renewable reward of planting trees

"If a Muslim plants a tree or sows seeds, and then a bird, or a person or an animal eats from it, it is regarded as a charitable gift (sadaqah) for him." - Imam Bukhari

Conservation of resources

Prophet Muhammad, peace and blessings be upon him, happened to pass by a Companion, Sa'd (Radi Allahu Ta'ala Anhu), as he was performing ablution (wudhu) next to a river. At this, the Prophet said, "Sa'd what is this

squandering?" Sa'd replied: "Can there be an idea of squandering (israf) in ablution?" The Prophet PBUH said: "Yes, even if you are by the side of a flowing river." - Ibn Majah.

Environmental sanitation

"Beware of the three acts that cause you to be cursed: relieving yourselves in shaded places (that people utilise), in a walkway or in a watering place." - Narrated by Mu`adh, hasan, by Al-Albani

Hygiene and cleanliness (tahara) is so integral to Islam that it is actually a major sub-branch of Muslim belief. Without physical hygiene, prayers are broken. Without clean facilities pollution ruins cities, and without any effort to improve one's own purity, it becomes more difficult to prevent external corruptions like littering.

Significance of street clean-ups

"Removing harmful things from the road is an act of charity (sadaqah)." - Narrated by Abu Dharr Al-Ghafari (Radi Allahu Ta'ala Anhu)

Sustainable living

Abdullah ibn `Abbas reported that the Prophet said, "The believer is not he who eats his fill while his neighbor is hungry." - Authenticated by Al-Albani

Waste minimization

When asked about how the Prophet of Islam used to live in his house, the Prophet's wife, `A'ishah (Radi Allahu Ta'ala Anha), said that he used to repair his own shoes, sew his clothes and carry out all such household chores done without complaint or want for more. - Authenticated by Al-Albani.

Conclusion

We must go to the Prophet's PBUH example. He was a conservationist, for he said,

"Do not waste water even if you were on the bank of a flowing river."

Do not waste a drop of water even if you believe there is enough. Do not take long showers, do not brush your teeth with the faucet on, understand that there is a limit amount of resources such as water on this Earth. As people of faith, we have a responsibility to preserve God's Earth, and we can no longer play a passive role in the fight against climate change. (Sarah, 2019)

The lifestyle of Muslim communities need to change. The damage that has been inflicted by men on the earth is the results of greed and unrestrained

human lust for growth and consumption. (Wahid Foundation, 2017).

Other prophetic practices, such as utilizing minimal amounts of water for bathing, could also minimize our impact on the planet and maximize resource utilization. Sustainable development is not sum far-fetched principle. It is truly a practical way of life when implemented. If every individual did their part then we could live in peace and harmony with our environment. The principles of shura (consultation) and waqf (charitable endowments) are all conducive towards our development. Instilling these into our lives would not only lead to a cleaner healthier society in the physical sense, but also in the social and psychological interpretation of the word. (Gaathier, 2017)

As part of the population of the earth, the Muslim community should also take responsibility for the sustainability and continuity of the earth. As we know, Muslim-populated countries are among the largest emitters. Countries with Muslim-majority populations also have the worst air pollution. (Wahid Foundation, 2017).

☆☆☆☆☆